عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۲۳ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۴۲

قرآن کریم

راہِ ہدایت

"میثاق النبیین"

اور فلسطین کا حالیہ بحران

فلسطین پر اسرائیلی جارحیت

حضرت زید بن ثابتؓ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

والدین کی طرف سے جہیز میں دیا گیا سامان لڑکی کا حق ہے

س:......بعض ناگزیر اور غیر ذمہ دارانہ حرکات کی وجہ سے میں اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور طلاق چاہتی ہوں، اس سلسلے میں میرے شوہر اپنے بہنوئی اور اپنے دو بھائیوں کے ہمراہ ہمارے گھر آئے، ہم نے طلاق نامہ اس کو دیا کہ اس پر دستخط کردو جس پر اس نے اعتراض لگاتے ہوئے انکار کردیا، اس دوران تلخ کلامی ہوگئی اور وہ گھر سے چلا گیا، ساتھ ہی ہمارا تیار کردہ طلاق نامہ بھی لے گیا، کچھ دنوں بعد اس کے بہنوئی میرے والد کے پاس آئے اور ایک طلاق نامہ کی فوٹو کاپی دی کہ یہ اس نے بھجوایا ہے، اس طلاق نامے پر وہ طلاق دینے پر راضی ہے۔ آپ لوگ راضی ہوں تو میں دستخط کروا کرلاتا ہوں جبکہ حق مہر مجھے صرف ایک ہزار روپیہ ادا کیا تھا، طلاق نامہ میں پچیس ہزار کی ادائیگی تحریر کروائی تھی جوکہ غلط تھی، جس کی نقل ہمراہ ہے، منسلک طلاق نامے کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی مکمل تشکیل میرے شوہر کی منشا اور مرضی کے بغیر ممکن نہیں۔ اب جب اس سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ بلیک میل کررہا ہے کہ جہیز کا سامان واپس نہ مانگو بلکہ جو میری چیزیں ہیں وہ واپس کردو تو میں مذکورہ طلاق نامہ پر دستخط کردوں گا۔

س:......کیا منسلک طلاق نامہ لکھوا کر بھیجنے کی صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے؟ کیا جہیز کا سامان قبضے میں رکھنا شرعاً جائز عمل ہے؟ شوہر کی متذکرہ غیر ذمہ دارانہ حرکت کے بعد سے والدین کے گھر ہوں اس عرصہ کے خرچ کا مطالبہ کرسکتی ہوں؟

ج:......ا:... صورت مسؤلہ اگر سائلہ کا بیان اور سوال کے ساتھ منسلکہ طلاق نامہ کا متن واقعتاً حقیقت پر مبنی ہے تو اس کی رو سے مسماۃ پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں اور اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، عدت گزرنے کے بعد یہ آزاد ہے جہاں چاہے، نکاح کرسکتی ہے۔

۲:...جہیز کا سامان اگر لڑکی کو والدین کی طرف سے ملا ہے تو یہ شرعاً اسی کا حق ہے، جدائی کی صورت میں یہ اس کو ملے گا، لڑکے والوں کا اس پر قبضہ رکھنا درست نہیں۔

۳:...اگر آپ کا بیان صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں آپ ان سے اس کی حیثیت کے مطابق خرچہ کا مطالبہ کرسکتی ہیں۔

غصہ میں ”میں تجھے طلاق دیتا ہوں“ تین مرتبہ کہنا

س:......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شوہر غصہ میں آکر اپنی بیوی کو تین مرتبہ یہ کہے کہ: ”میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔“ اب شریعت کی رو سے کتنی طلاقیں واقع ہوئی ہیں اور دوبارہ شوہر کے لئے بیوی کیسے حلال ہوگی؟

ج:......صورت مسؤلہ میں شوہر نے بیوی کو چونکہ تینوں طلاقیں دے دی ہیں، اس لئے وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوچکی ہے۔ آئندہ ان کے درمیان دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کرے اور دوسرے شوہر سے ازدواجی تعلق قائم ہونے کے بعد اگر دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا انتقال کرجائے تو یہ اس کی عدت پوری کرے۔ عدت کے بعد یہ کسی اور جگہ نکاح کرسکتی ہے، چاہے تو پہلے شوہر سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۲۳ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۲۳ء شمارہ: ۴۲

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

فلسطین پر اسرائیلی جارحیت.....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
”میثاق النبیین“ اور فلسطین کا حالیہ بحران	۸	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مسجدِ اقصیٰ کی فضیلت واہمیت....	۱۲	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبد الرحمٰن رأفت پاشاؒ
قرآن کریم.... راہِ ہدایت	۱۸	مولانا محمد منہاج عالم ندوی
مہنگائی کا تدارک	۲۱	جناب حافظ مدثر اقبال
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۵۶ فصل:...۶ ہجری کے سرایا

فدک:...فا اور دال کے فتحہ کے ساتھ، خیبر کے قریب ایک جگہ ہے جو مدینہ سے چھ دن کی مسافت پر واقع ہے، اور بعض نے اس سے کم مسافت بتلائی ہے۔

۱۳:...سریہ زید بن حارثہؓ:...اس سال رمضان میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوفزارہ ہی کی طرف دوبارہ وادی القریٰ بھیجا گیا، چنانچہ انہوں نے بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کرلائے، قیدیوں میں اُمِّ قرفہ (بکسر قاف، وسکونِ راء مہملہ اس کے بعد فاء، پھر تائے تانیث) نامی خاتون بھی شامل تھی، جس کا نام فاطمہ بنتِ ربیعہ بن بدر تھا، یہ اپنی قوم میں بہت معزّز اور عزّت واحترام میں ضرب المثل تھی، کہا جاتا تھا: ’’کاش! میں اُمِّ قرفہ سے زیادہ معزّز ہوا۔‘‘ یہ اپنے گھر میں ہمیشہ پچاس تلواریں لٹکائے رکھتی تھی اور یہ پچاسوں شمشیرزن اس کے محرَم تھے، اور بارہ تو اس کے لڑکے ہی تھے۔ (’’ضان‘‘ قبیلۂ دوس کے علاقے میں ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت ابوہریرہؓ کو جو کہا کہ: ’’ایک بِلّا پہاڑ سے اُتر کر آیا‘‘ اس میں حضرت ابوہریرہؓ کی کنیت سے لطیفہ پیدا کیا، ’’ابوہریرہ‘‘ کا لفظی ترجمہ ہے: ’’بلی کے بچے کا باپ‘‘ اس لئے مزاحاً ان کو ’’بِلّا‘‘ کہا، جب کسی شخص کو کسی چیز یا کسی وصف سے خصوصی تعلق ہو تو عربی محاورے میں اس شخص کو اس چیز کا باپ یا بھائی یا بیٹا کہہ دیا جاتا ہے، جیسے ’’اخوالحلم‘‘، ’’ابن الوقت‘‘۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی زمانے میں بلی کا ایک بچہ پال رکھا تھا جس سے بہت ہی پیار کرتے تھے، اس لئے ان کا نام ہی ابوہریرہؓ (بلی کے بچے والا) رکھ دیا گیا، اور پھر یہ ایسا مشہور ہوا کہ اصل نام جو مشہور قول کے مطابق جاہلیت میں ’’عبدشمس‘‘ اور اسلامی نام ’’عبدالرحمٰن‘‘ تھا، بھول بھلا گیا۔)

۱۴:...سریہ عبداللہ بن عتیک انصاریؓ:... اسی سال ابنِ سعدؒ کے قول کے مطابق رمضان ہی میں، اور عراقی نے اپنے الفیہ میں اسی کو مقدم رکھا ہے، اور بقولِ بعض ذی الحجہ ۴-۵ھ میں، اور بقولِ بعض غزوۂ اُحد سے پہلے رجب ۳ھ میں، حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ عنہ کا سریہ جو پانچ یا سات صحابہ پر مشتمل تھا، ابورافع یہودی کی طرف بھیجا گیا، اس کا نام راجح قول کے مطابق سلّام (بتشدید لام) بن ابی الحقیق (بصیغۂ تصغیر) تھا، یہ سرزمینِ حجاز میں خیبر کے قریب ایک قلعے میں رہائش پذیر تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قبائلِ عرب کو برانگیختہ کرنا اس کا مکروہ مشغلہ تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے رات کی تاریکی میں اس کو ٹھکانے لگایا، اس کے قتل کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں مفصل مذکور ہے۔

۱۵:...سریہ عبداللہ بن رواحہؓ:...اسی سال شوال میں، اور بقولِ بعض ۷ھ میں، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا سریہ اُسیر (بصیغۂ تصغیر) بن رزام یہودی کی طرف خیبر بھیجا گیا، یہ سریہ تیس اَفراد پر مشتمل تھا، جس میں مذکور الصدر عبداللہ بن عتیک انصاری اور عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، یہ حضرات اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے، تاکہ تو دربارِ نبوی میں حاضر ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اِنعام واِحسان سے نوازیں اور تجھے خیبر کا حاکم مقرّر کریں۔‘‘ اُسیر اس لالچ میں تیس یہودیوں کو ساتھ لے کر چلا، دورانِ سفر اُن سے مخالفت اور غدر کا ظہور ہوا تو حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ نے اس کو قتل کردیا، اس کے ساتھی لڑائی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے، چنانچہ مسلمانوں نے ان سب کو ٹھکانے لگادیا، البتہ ان میں سے ایک شخص بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا اور اس لڑائی میں کسی مسلمان کا نقصان نہیں ہوا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فلسطین پر اسرائیلی جارحیت

اور مسلم اتحاد کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۷/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو فلسطین کے اکثریتی خطے پر قابض و غاصب اسرائیل کے خلاف فلسطینی حریت پسند و مجاہدین آزادی کی تنظیم حماس کے حملے کو تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے، اس دوران فلسطین میں انسانیت کا المیہ المناک صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ صہیونی دہشت گردوں نے حماس کے ''طوفان الاقصیٰ'' کے جواب میں جارحیت و بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور ان کے ظلم و ستم سے بوڑھوں سے لے کر بچوں تک، عورتوں سے معذوروں تک کوئی محفوظ نہیں، حتیٰ کہ ہسپتال جن پر جنگوں کے دوران حملہ کرنا عالمی انسانی حقوق و بین الاقوامی قوانین کے خلاف ہے، اسرائیل نے انہیں بھی فخریہ نشانہ بنایا ہے۔ یوں اسرائیل ہر طرح کا حق دفاع کھو چکا ہے جب کہ وہ پہلے ہی فلسطین پر قابض ہو کر ظالم و غاصب کی پہچان رکھتا ہے۔ پانچ ہزار سے زائد فلسطینی لقمۂ اجل بن چکے ہیں، لیکن اسرائیل آگ و خون کی بارش میں نہتے فلسطینیوں کو ان کا حق زندگی بھی دینا نہیں چاہتا۔ بقول قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم: ''اسرائیل امریکا کا باؤلا کتا ہے جو مسلمانوں پر چھوڑا گیا ہے، اس ناسور کو جڑ سے اکھاڑ کر بحرِ مردار میں پھینکنے کا وقت آگیا ہے۔''

امریکا سمیت کئی مغربی ممالک کی آشیرباد اسرائیل کو حاصل ہے، لیکن افسوس کہ عالم اسلام ابھی تک مذمتی بیانات سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات اٹھانے سے عاجز و قاصر نظر آرہا ہے، حالانکہ سرزمین فلسطین کے ساتھ اہل اسلام کا ایمانی رشتہ ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تھی، حضرت لوط علیہ السلام عذاب الٰہی آنے سے پہلے اسی سرزمین میں پناہ گزین ہوئے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں اپنی عبادت گاہ بنائی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کی دنیا پر حکومت کا پایہ سلطنت یہی سرزمین ٹھہری تھی، حضرت زکریا علیہ السلام یہاں مقیم ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کا واقعہ یہیں پیش آیا اور قربِ قیامت میں نازل ہو کر یہیں بابِ لُد پر دجال کو قتل کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کا قبلہ کچھ وقت کے لئے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کو بنایا گیا تھا، شبِ معراج آپ کو مسجد

حرام سے یہیں مسجدِ اقصیٰ لایا گیا، جہاں آپ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی نماز باجماعت میں امامت فرمائی تھی، نیز اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کے اردگرد کے علاقے کو بابرکت جگہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ تمام عالم اسلام کے قائدین اخوت ایمانی کے جذبے سے سرشار ہوکر اپنے اس مقدس مقام کی حفاظت کے لئے صف بستہ ہوجاتے اور مشترکہ لائحۂ عمل طے کرکے عالمِ کفر کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاتے، مگر وہ لبوں کو سیئے اہلِ فلسطین کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔

ان حالات میں کہیں سے ایسی آوازیں بھی سننے میں آتی ہیں کہ حماس اگر اسرائیل پر حملہ نہ کرتی تو آج فلسطین پر آگ وخون کی برسات نہ ہو رہی ہوتی! گویا اس سے قبل تو فلسطینی امن وسکون کی زندگی بسر کررہے تھے۔ ستر سال سے زائد عرصے سے فلسطینی اسرائیل کے مظالم کا شکار بنے ہوئے ہیں، آج انہوں نے اپنے دفاع میں ایک قدم اٹھایا ہے تو انہی کو موردِ الزام ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے؟ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں مذکور ہے کہ جب فرعون کی قوم کا ایک شخص ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے اسے ایک گھونسا رسید کردیا، جس کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ مرگیا، پھر جب آپ علیہ السلام فرعون کے سامنے گئے تو وہ رسوائے زمانہ جو اَن گنت معصوم بچوں کے قتل سے بدنام تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے اس فعل پر عار دلانے لگا۔ آج موسوی سنت پر عمل پیرا فلسطینی آزادی خواہ مجاہدین وشہداء کے زخموں پر نمک چھڑکنے والے دراصل فرعونی ریت پر عمل پیرا ہیں۔

اس وقت سب سے زیادہ ضرورت عالم اسلام کے اتحاد واتفاق کی ہے، لیکن افسوس کہ ہم مسلمان یکجا ہونے کی بجائے مسلکی وگروہی اختلافات کا شکار ہیں اور نسلی وقومی مفادات کو مقدم رکھے ہوئے ہیں۔ عالم کفر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے وقت شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث ومقلدین کی تقسیم کی رعایت نہیں کرتا، لیکن ہم جانے کیوں بیت المقدس کے تحفظ وبقا کی صف بندی میں یہ خلا پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں! عرب وعجم، ایران وتوران، پاکستانی وہندوستانی، افغانی، بنگالی غرضیکہ تمام اقوامِ اسلام، کفر کا مشترکہ ہدف ہیں۔ امریکا وبرطانیہ..... افغانستان، عراق، ایران، کویت، چیچنیا، بوسنیا، کشمیر وفلسطین کو باری باری نشانہ بناتے آرہے ہیں، آج نہیں تو کل خاکم بدہن! ہماری باری بھی آسکتی ہے، لہٰذا بتانِ رنگ ونسل کو توڑ کر ''الکفر ملۃ واحدۃ'' کے مقابل بنیان مرصوص بننا ہوگا۔

اس کی ایک کڑی ہماری ملی یکجہتی کونسل کا پلیٹ فارم بھی ہے جو تمام مکاتب فکر کا مشترکہ نمائندہ ہے، مسئلہ فلسطین پر اس کی حالیہ پریس کانفرنس راقم الحروف کی میزبانی میں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت متصل جامع مسجد باب رحمت ٹرسٹ پرانی نمائش میں منعقد ہوئی، میڈیا اور صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے راقم نے کہا: آج سب سے پہلے اس امر کی پہچان ضروری ہے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟ پھر ظالم کا ہاتھ روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا ہماری ذمہ داری بن جاتی ہے۔ مگر دنیا میں اس کے برعکس ہورہا ہے۔ اسرائیل جنگ کا پھیلاؤ چاہتا ہے، صہیونیت کے مذہبی مقاصد میں اسرائیل کی حدود نیل تا فرات ہیں، مدینہ منورہ پر قبضہ ان کا دیرینہ عزم ہے، حال ہی میں انہوں نے عالم عرب کو رام کرنے کی کوشش کی، اسرائیل کو تسلیم کیے جانے کی باتیں ہونے لگیں، حماس نے جذبہ جہاد سے سرشار ہوکر اسرائیلی مظالم کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی ہے، یاد رکھنا چاہیے کہ جہاد ایمان کی کسوٹی ہے، مجاہدین نے اپنے حملے میں اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بچوں، عورتوں، عبادت گاہوں پر حملوں سے گریز کیا، حماس کے قبضہ میں رہنے والے ان کے حسن سلوک سے متاثر ہوئے ہیں، لیکن اسرائیل تمام حدیں پار کرچکا ہے، ہمیں اسرائیل کی مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ مسئلہ فلسطین تمام عالم اسلام کا مشترکہ مسئلہ ہے، لہٰذا ہم سب ایک ہوکر اسے حل کرنے کی کوشش کریں، ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت کا پلیٹ فارم بھی تمام مکاتب فکر و مسالک اسلامیہ کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔

صدر ملی یکجہتی کونسل جناب اسد اللہ بھٹو نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان، اقوام متحدہ اور او آئی سی؛ اسرائیل کا نام لے کر اس کی مذمت بھی کریں اور عالمی سطح پر اجلاس بلوا کر اسرائیل کو جارحیت سے باز رکھیں۔ جنرل سیکریٹری جناب قاضی احمد نورانی نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ آپسی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر ایک قوم بن جائیں اور اہل فلسطین کے حق میں متفقہ آواز اٹھائیں جو اپنے پیدائشی انسانی حق کے لیے لڑ رہے ہیں۔ پریس کانفرنس سے مجلس وحدت مسلمین کے علامہ ملک غلام عباس، ناصر حسین الحسینی، مرکزی جماعت اہلحدیث کے مولانا مرتضیٰ خان رحمانی، غربائے اہلحدیث کے حشمت اللہ صدیقی، جمعیت علمائے پاکستان کے خلیل احمد نورانی اور جماعت اسلامی کے جناب مسلم پرویز نے بھی خطابات اور شرکت کی۔ نیز اعلان کیا گیا کہ اقوام متحدہ اور یورپی یونین کے دفاتر میں کونسل کی جانب سے یادداشت پیش کی جائے گی۔

اس کے بعد کراچی میں جماعت اسلامی، ایم کیو ایم پاکستان، مجلس وحدت مسلمین اور دیگر جماعتوں کی طرف سے احتجاجی مظاہرے اور ملین مارچ بھی کیے گئے، جن میں لاکھوں مسلمانوں نے مظلوم فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کیا۔ اس سے قبل پشاور میں جمعیت علمائے اسلام نے مثالی جلسہ کیا تھا، جس سے حماس کے رہنماؤں نے بھی آن لائن خطاب کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ ن کی جانب سے بھی ان کے حالیہ جلسوں میں فلسطینیوں کے حق میں آواز اٹھائی گئی ہے۔ سیاسی و مذہبی جماعتوں کا یہ اتحاد و اتفاق مبارک ہے اور اس کے اثرات عالمی سطح پر بھی مرتب ہوں گے ان شاء اللہ! حال ہی میں افواجِ پاکستان، جس کی طرف تمام مظلوم مسلمانوں کی نگاہیں سب سے پہلے اٹھتی ہیں، کے قابلِ قدر سربراہ جنرل حافظ سید عاصم منیر نے فلسطین کے سفیر سے ملاقات میں اسرائیل کو ۱۹۶۷ء سے پہلے والی پوزیشن پر واپس جانے پر زور دیا ہے اور القدس کو فلسطین کا دارالحکومت قرار دیا ہے، جس سے واضح ہے کہ اسرائیل نامی غاصب و جارح ریاست کا وجود قابلِ قبول نہیں۔ نیز اس سے امن عالم کو خطرہ ہے، اور یہ عالمی معیشت کے لیے سوہانِ روح بن چکا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اسرائیلی پیش قدمی بہت جلد عالمی معیشت پر اپنے تاریک اثرات چھوڑنے والی ہے، جس کے بعد فلسطین سے شروع ہونے والا انسانی المیہ پوری دنیا کے لئے گمبھیر صورتحال اختیار کر سکتا ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عالم اسلام کے قائدین مل بیٹھ کر نئے سرے سے اپنی صف بندی کریں اور زبانی مذمتوں سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات کا لائحہ عمل طے کریں۔ نیز تمام امت مسلمہ صہیونی اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے اور اس سلسلے میں اپنی حکومتوں سے کردار ادا کرنے کو کہا جائے۔ علاوہ ازیں دعاؤں، رجوع الی اللہ اور توبہ و انابت کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے، اس کے ذریعے ہم خدا کی مدد کو اپنی جانب متوجہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

''میثاق النبیین'' اور فلسطین کا حالیہ بحران

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

مجلس علماء جھاوریاں کے زیر اہتمام جامع مسجد مہاجرین جھاوریاں ضلع سرگودھا میں ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع پر ایک اجتماع سے گفتگو کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بارے میں قرآن مجید نے بیسیوں نہیں سینکڑوں آیات میں ذکر کیا ہے، اور اس کا سب سے پہلا مرحلہ جو قرآن مجید نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نسلِ انسانی کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی ارواح کو اکٹھا کیا اور ان سے ایک عہد لیا تھا جسے ''میثاق النبیین'' کہتے ہیں۔ یہ عہد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے ''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین'' کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں سے میثاق لیا۔ وعدہ یکطرفہ ہوتا ہے اور میثاق دوطرفہ ہوتا ہے۔ ایک کام ایک فریق نے کرنا ہوتا ہے، اور ایک کام دوسرے فریق نے کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے میثاق لیا تھا یعنی ایک کام کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اور ایک کام کا وعدہ انبیاء کرامؑ نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لما اتیتیکم من کتاب و حکمۃ'' کہ میں تمہیں کتاب، وحی، شریعت اور حکمت دوں گا اور نبی بنا کر بھیجوں گا، تم دنیا میں جا کر اپنا اپنا وقت گزارو گے اور لوگوں کو میری توحید کی دعوت دو گے۔ ''ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم'' جب تم سارے پیغمبر اپنی مدت پوری کر چکے ہو گے پھر تم سب کے بعد ایک رسول آئے گا، اس آخر الزمان پیغمبر کا کام یہ ہوگا کہ وہ تم سب کی تعلیمات کی تصدیق کرے گا۔ وہ دنیا کو بتائے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی ٹھیک کہا تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی درست کہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی صحیح کہا تھا۔ دو کام تمہارے ذمے ہیں ''لتؤمنن بہ و لتنصرنہ'' البتہ ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ اس میں البتہ اور ضرور کی دو تاکیدیں شامل ہیں۔ یہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ سے پوچھا ''ءاقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری؟'' کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر مجھ سے عہد کرتے ہو؟ انبیاء کرام نے کہا ''اقررنا'' جی ہم اقرار اور عہد کرتے ہیں۔ ''قال فاشھدوا و انا معکم من الشاھدین'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ، میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

یہ میثاق اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو جب ترتیب سے بیان کریں گے تو سب سے پہلے ''میثاق النبیین'' کا ذکر آئے گا۔ اس عہد کے مطابق اللہ رب العزت نے تو اپنا کام یہ کیا کہ حضرات انبیاء کرامؑ کو وحی، کتاب اور حکمت عطا کی۔ اب ہم اس پر بات کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرامؑ نے جو کام اپنے ذمے لیے تھے انہوں نے یہ کب، کہاں اور کیسے کیے تھے؟ وعدہ کرنے والے پیغمبر ہیں اور وعدہ اللہ رب العزت سے کیا ہے تو اس سے پکا وعدہ کونسا ہو سکتا ہے؟ صرف وعدہ نہیں کیا بلکہ گواہی اور شہادت بھی دی۔ لیکن حضرات انبیاء کرامؑ تو دنیا میں آ کر اپنا اپنا وقت گزار کر چلے گئے جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں آئے تھے تو اس عہد کے مطابق انبیاء کرامؑ کب حضور نبی کریمؐ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپؐ کی مدد کہاں کی؟

یعنی ''لتومنن بہ'' کہاں ہوا تھا اور ''لتنصرنہ'' کہاں ہوا تھا؟ مفسرین اس پر بحث کرتے ہیں اور سب سے جامع بحث خاتم المحدثین مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے کی ہے، انہوں نے بہت عقدے کھولے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے وعدے کی تکمیل معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ہوئی تھی۔ معراج کی حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے پیغمبروں سے وعدہ لے رکھا تھا کہ تم سب نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا

ہے۔ انہوں نے اقرار کیا تھا تو اس وعدے کی تکمیل کے لیے معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ کو اکٹھا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد اقصیٰ پہنچا تو انبیاءؑ کی صفیں بنی ہوئی تھیں، جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مصلیٰ پر کھڑا کر دیا کہ نماز آپ پڑھائیں گے۔ جب تمام انبیاء کرامؑ نے ”پیچھے اس امام کے“ کہہ کر حضورؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا وعدہ پورا ہو گیا۔ مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہمارے اور تعلق بھی ہیں لیکن ہمارا سب سے بڑا تعلق یہ ہے کہ وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام الانبیاءؑ کا منصب ملنے کی جگہ ہے، اللہ رب العزت نے آپؐ کو عملاً امام الانبیاء مسجد اقصیٰ میں بنایا تھا۔

دوسرا وعدہ ”لتنصرنہ“ کہاں پورا ہوا کہ تم سب انبیاء کرام نبی آخر الزمانؐ کی مدد کرو گے۔ اس پر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ فرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک فرضِ عین اور دوسرا فرضِ کفایہ۔ فرض عین وہ ہوتا ہے جو سب نے کرنا ہوتا ہے۔ فرض کفایہ وہ ہوتا ہے جو چند لوگ کر لیں تو سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پانچ وقت کی نماز فرضِ عین ہے، جبکہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے۔ ویسے آج کل ہماری ترتیب الٹ ہے، ہم نماز جنازہ کو فرضِ عین سمجھتے ہیں اور پانچ وقت کی نماز کو فرض کفایہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے ہاں آج کل یہی ہے کہ جنازہ پر تو لازماً جانا ہے، لیکن فرض نماز کوئی بھائی یا چاچا پڑھ آئے گا تو سب کی طرف سے ہو جائے گی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز تو سب نے پڑھنی ہے، البتہ جنازہ کچھ نے پڑھ لیا تو سب کی طرف سے ہو جائے گا، ہاں اگر کسی نے بھی جنازہ نہیں پڑھا تو سب گنہگار ہوں گے۔

یہ بات سامنے رکھ کر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ”لتؤمنن بہ“ کا وعدہ معراج کی رات پورا کروایا جبکہ ”لتنصرنہ“ کے وعدے کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا تھا جو سب انبیاء کی طرف سے فرض کفایہ ادا کریں گے۔ وہ انتظار میں ہیں کہ کب اللہ کا حکم ہو تو وہ زمین پر آئیں۔ یہودیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھا دیا ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سولی چڑھ گئے تھے، صلیب اسی کا نشان ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق وہ تین دن قبر میں رہے پھر زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ بات غلط ہے ”وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم“ کہ نہ وہ انہیں قتل کر سکے اور نہ سولی چڑھا سکے بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے تھے۔ ”بل رفعہ اللہ الیہ“ ہم نے ان کو اوپر اٹھا لیا تھا۔ یہودیوں کا دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ہے اور عیسائیوں کا دعویٰ ان کے قتل ہو جانے کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ دونوں دعوے غلط ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نہ سولی چڑھے، نہ قبر میں گئے، نہ قتل ہوئے، نہ موت آئی، ویسے ہی زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے تھے جہاں وہ زندہ سلامت موجود ہیں، قیامت کے قریب تشریف لا کر دنیا میں زندگی گزاریں گے، شادی ہو گی، بچے ہوں گے اور جب انتقال ہو گا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۲۰۲۳ سال ہو چکی ہے اس لیے کہ سنِ عیسوی کا آغاز ولادتِ عیسیٰؑ سے ہوتا ہے، اس طرح دنیا میں سب سے لمبی عمر کے انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

ایک دفعہ ایک صاحب نے کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیر معروف شخصیت ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم سے پوچھو، ہمیں تو یہ بھی پتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی کس خاندان میں ہو گی، کتنے بچے ہوں گے، بچوں کے نام کیا ہوں گے؟ وہ زندگی میں کیا کریں گے؟ کس کو قتل کریں گے اور کہاں کریں گے؟ پھر وفات ہو گی تو کہاں دفن ہوں گے؟ ہم نے ان کے لیے قبر کی جگہ بھی رکھی ہوئی ہے۔ جب فائنل راؤنڈ ہو گا تو دو مسیح آپس میں ٹکرائیں گے مسیح ابن مریم اور مسیح دجال اور یہ لُد کے مقام پر ہو گا جس کا جدید نام تل ابیب ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا آمنا سامنا ہو گا، حضرت عیسیٰؑ لُد میں اسے قتل کریں گے، اس کے بعد اسلام کی حکمرانی قائم ہو گی۔

اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی نمائندگی کے طور پر زندہ رکھا ہوا ہے اور امت مسلمہ جب انتہائی مایوسی کو پہنچے گی تو وہ تشریف لائیں گے۔ جیسے ہم مایوسی کو پہنچ رہے ہیں، کیا آپ سے فلسطین کا منظر دیکھا جا رہا ہے؟ اس وقت بے بسی کا منظر برداشت نہیں ہو رہا۔ جب یہ بے بسی انتہا کو پہنچے گی تو بالآخر وہ مرحلہ آئے گا جب اللہ کے ایک بندے یعنی امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہو گا، جبکہ دوسرے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آئیں گے۔

دونوں مل کر دجال کے فتنے کو ختم کریں گے اور خلافتِ اسلامیہ کا آغاز ہوگا، اور یہ ’’میثاق النبیین‘‘ میں انبیاء کرامؑ کے وعدے کی تکمیل ہوگی۔ پھر بہار کا وقت آئے گا کہ زمین پر ’’لا الٰہ الا اللّٰہ‘‘ کہنے والوں کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔

مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہمارے بہت سے واسطے ہیں لیکن سب سے بڑا واسطہ یہ ہے وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاءؑ کا منصب حاصل ہونے کا مرکز ہے جہاں آپؐ کو تمام انبیاءؑ کا امام بنا کر اللہ رب العزت نے انبیاء کرامؑ کے ’’لتؤمنن بہ‘‘ کے وعدے کی تکمیل فرمائی تھی۔ ایک اور تاریخی حوالہ دیتا ہوں کہ فلسطین مسلمانوں کے تصرف میں کب آیا تھا؟ حضرت عمرؓ کے زمانے میں فلسطین فتح ہوا تھا اور اس کے فاتح عظیم مسلم جرنیل ’’امین ہذہ الامۃ‘‘ حضرت ابوعبیدہ عمرو بن الجراحؓ ہیں۔ مسلمانوں نے فلسطین کس سے لیا تھا؟ یہودیوں سے تو عیسائیوں نے قبضے میں لیا تھا جب حضرت عیسیٰؑ کے رفع کے نوے سال بعد روم کے بادشاہ طیطس رومی نے یہودیوں کو فلسطین سے نکال بھگایا تھا اور ہیکلِ سلیمانی گرا دیا تھا۔ اس کے بعد تقریباً پانچ صدیاں عیسائیوں کا قبضہ رہا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ عمرو بن الجراحؓ نے عیسائیوں سے بیت المقدس لیا تھا۔ پھر ہم سے عیسائیوں نے ہی صلیبی جنگوں میں چھینا تھا، تقریباً نوے سال ان کے قبضہ میں رہا، پھر صلاح الدین ایوبیؒ نے واپس لیا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے حوالے سے ہمارا اصل جھگڑا عیسائیوں کے ساتھ ہے، یہودی درمیان میں کہاں سے آ گئے؟ جب حضرت ابوعبیدہ عمرو بن الجراحؓ نے فلسطین اور یروشلم کو فتح کیا تو عیسائی علماء سے کہا کہ قبضہ ہمارے حوالے کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا چارج آپ کے حوالے نہیں کریں گے، ہم نے اپنی کتابوں میں جو پڑھ رکھا ہے اس کے مطابق آپ اپنے بڑے امیر کو بلائیں، ہم دیکھیں گے اگر وہ ہمارے حساب کتاب کے مطابق ہوئے تو ہم چارج ان کے حوالے کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو دعوت دی کہ ایک دفعہ تشریف لائیں، وہ تشریف لائے لیکن اس وقت وہاں طاعون پھیلا ہوا تھا، اس وجہ سے انہیں واپس جانا پڑا، پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ تشریف لائے اور جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو وہ کیفیت دیکھنے کی ہے۔

حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے آ رہے تھے، اونٹ تھوڑے تھے اور مسافر زیادہ تھے، اس لیے حضرت عمرؓ اپنے غلام کے ساتھ باری باری سواری پر سوار ہوتے تھے۔ جب بیت المقدس شہر میں داخل ہونے کا وقت تھا تو سواری کی باری غلام کی تھی، اس نے عرض کیا کہ حضرت! اب ہم شہر میں داخل ہو رہے ہیں، پروٹوکول کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سوار رہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں! یہ تیرا حق ہے تو سوار ہوگا اور لگام میرے ہاتھ میں ہوگی۔ جب اس کیفیت میں حضرت عمرؓ فلسطین میں داخل ہوئے تو عیسائی علماء نے ہتھیار ڈال دیے کہ یہی وہ بندہ ہے جسے ہم نے چارج دینا ہے۔ اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب وہ داخل ہوگا تو اونٹ پر غلام سوار ہوگا اور امیر کے ہاتھ میں لگام ہوگی۔ عیسائیوں نے بیت المقدس کا چارج حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیا۔

میں نے سیرت طیبہ اور حضرت عمرؓ کے حوالے سے دو واقعات عرض کیے ہیں۔ درمیان کے سارے مراحل چھوڑتے ہوئے چودہ سو سال چھلانگ کر موجودہ صورتحال پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

اسرائیل ۱۹۴۸ء میں بنا تھا، غلط اور ناجائز، لیکن برطانیہ نے بنایا تھا اور اقوام متحدہ نے منظوری دی تھی۔ اس وقت ہمارے قومی لیڈر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے اعلان کیا تھا کہ یہ ناجائز ریاست ہے، ہم اسے کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ ہمارا قومی موقف تب سے یہی ہے۔ دیکھیں، کسی علاقے میں لوگ آ کر آباد ہونا چاہیں، اگر انہیں علاقے کے لوگ قبول کریں تو ٹھیک ہے۔ لیکن علاقے کے لوگوں کو وہاں سے نکال کر کسی اور کو لا کر وہاں آباد کرنا، یہ دنیا کے کس قانون کی رو سے انصاف ہے؟ آج کی دنیا سے پہلا سوال یہ ہے کہ جب یہودیوں کو برطانیہ ساری دنیا سے اکٹھا کر کے فلسطین میں لایا تھا تو کیا وہاں کے لوگوں سے پوچھا تھا؟ وہاں کے لوگ تو رضامند نہیں تھے، ان کو نکالا گیا تھا، بھگایا گیا تھا، اور زبردستی بستیاں خالی کروا کے یہودیوں کو قبضہ دلوایا گیا تھا۔

جبکہ بیت المقدس تو اقوام متحدہ کی تقسیم میں بھی اسرائیل کا حصہ نہیں ہے کہ یروشلم کو بین الاقوامی حیثیت دی گئی تھی۔ اسرائیل نے جس طرح ۱۹۶۷ء میں بیت المقدس پر ناجائز قبضہ کیا تھا اسی طرح آج غزہ پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے، جو کہ اقوام متحدہ کے نقشے کے مطابق فلسطین کا حصہ ہے۔ اتنی دھاندلی، اتنا ظلم۔ اور منافقت کی انتہا ہے کہ امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے چند روز قبل خود کہا تھا کہ غزہ پر اسرائیل کا قبضہ غلطی ہوگی،

اور اب اسرائیل کو سپورٹ کرنے کے لیے جو بائیڈن سب سے آگے ہے۔ مغربی ممالک بدمعاشی اور دھکے کے ساتھ غزہ پر اسرائیل کا قبضہ کروانا چاہتے ہیں، زبان سے کہتے ہیں کہ غلط قبضہ ہو گا لیکن عملاً قبضہ کروا رہے ہیں، ورنہ اکیلے اسرائیل کو یہ کہاں حوصلہ ہوسکتا ہے؟

اس صورتحال میں فلسطینی اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ خواہ مخواہ شکوک وشبہات پیدا کرنا کوئی انصاف کی بات نہیں ہے۔ جس علاقے پر کوئی قبضہ کرنا چاہے یا قبضہ کر لے اور اس کے خلاف علاقے کے لوگ مزاحمت کریں تو یہ آزادی کی جنگ ہوتی ہے اور فلسطینی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں، وہ اپنے ملک پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو تسلیم نہیں کر رہے اور مزاحمت کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان حکمران کہاں ہیں؟ اسرائیل کی مدد کرنے والے تو اسرائیل میں پہنچے ہوئے ہیں مگر فلسطین کی حمایت کرنے والے کہاں ہیں؟ ان سے اتنا بھی نہیں ہوا کہ اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) کا سربراہی اجلاس بلا کر زبان سے ہی کوئی بات کہہ دیں۔ اپنے گھر میں بیٹھے جو مرضی کہتے رہو۔ کیا وہاں ان کی مدد کے لیے کوئی جانے کو تیار ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ہم بے غیرت ہو گئے ہیں، ہم امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ معاملہ دین، جہاد اور حمیت کا ہوتا ہے لیکن ہم این او سی امریکہ سے لیتے ہیں۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، ملی حمیت اور غیرت کا مسئلہ ہے، ہمیں فلسطینیوں کے ساتھ کھڑا ہونا ہوگا، جس کے تین دائرے ہیں:

پہلا دائرہ یہ ہے اللہ کرے ہمارے حکمرانوں کی حمیت جاگے کہ جو لوگ فلسطینیوں کی مدد کے لیے وہاں جا سکتے ہیں انہیں وہاں پہنچائیں۔ اگر اپنے کندھے یہ بوجھ برداشت نہیں کرتے تو دنیا بھر سے جو مجاہدین وہاں جانا چاہتے ہیں ان کو تو جانے کے راستے دیں تاکہ وہ جا کر ان کے ساتھ لڑیں۔ فلسطینیوں کی اصل حمایت یہ ہے کہ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر یہودیوں سے لڑا جائے۔ میں چھوٹی سی مثال دینا چاہوں گا۔ مشرقی یورپ کے بوسنیا اور سربیا کے مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا، وہاں ہم نے مسلمانوں کا قتل عام روکنے کے لیے جو مدد کی تھی، وہ اب کیوں نہیں کر سکتے؟ اس لیے مسلم حکمرانوں سے گزارش ہے کہ مہربانی کریں کہ کم از کم اتنا ہی کر دیں جتنا بوسنیا اور سربیا میں کیا تھا۔

دوسرا دائرہ ہے کہ اگر اس کا حوصلہ نہیں ہے تو فلسطین کی سفارتی جنگ میں کردار ادا کریں۔ فوری طور پر یہ تقاضا ہے کہ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی میٹنگ بلائی جائے اور بیٹھ کر اس مسئلے پر غور کریں۔ ہمارے دو بڑے فورم ہیں، عرب لیگ اور اسلامی تعاون تنظیم، یہ دونوں اکٹھے ہوں، نہتے فلسطینیوں کا حال پوچھیں اور عالمی فورم پر فلسطین کی سفارتی جنگ لڑیں۔ دیکھیں، کشمیر کا مسئلہ کشمیری عوام کا ہے لیکن عالمی سطح پر اس کی جنگ پاکستان لڑ رہا ہے۔ فلسطینیوں کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ان کا وکیل کوئی نہیں ہے۔ ہم کشمیریوں کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہیں، مگر فلسطین میں تو اتنا بھی نہیں ہو رہا کہ عالمی سطح پر ان کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ یہ جنگ سعودی عرب، پاکستان، ترکی اور مصر کو لڑنی چاہیے کہ یہ چاروں اس پوزیشن میں ہیں۔

تیسرا محاذ عوامی ہے اور ہم تیسرے محاذ کے لوگ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”فان لم یستطع فبلسانہ“ جو ہاتھ سے منکر کو نہیں مٹا سکتا وہ زبان کے ذریعے اپنا فرض ادا کریں۔ ہم جذبات کا اظہار تو کریں، اپنے فلسطینی بھائیوں کی حمایت تو کریں، ان کو حوصلہ تو دلائیں۔ حماس کے نمائندے ڈاکٹر خالد صاحب، جو فلسطینی ہیں، ان کا ایک پیغام آیا ہے کہ آپ لوگ جب سڑکوں پر آتے ہیں تو ہمیں حوصلہ ہوتا ہے کہ لاہور ہمارے ساتھ ہے، جکارتہ ہمارے ساتھ ہے، ڈھاکہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ حوصلہ دلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

اس لیے میں دو گزارشات کروں گا۔ ایک گزارش علماء کرام سے ہے کہ عوام میں آگاہی پیدا کریں، بیداری پیدا کریں اور لوگوں کو اس کام کے لیے تیار کریں۔ دوسری گزارش آپ سے ہے کہ فلسطین کی حمایت کے حوالے سے مذہبی، سیاسی یا سماجی جو پارٹی بھی جو کام بھی کر رہی ہے اس کے ساتھ شریک ہوں۔ اور باہمی اختلافات چھوڑ دیں کیونکہ جب مکان کو آگ لگی ہوئی ہو تو پانی ڈالنے والوں سے یہ نہیں پوچھا کرتے کہ تم کون ہو؟ اس لیے اس وقت کوئی تفریق پیدا نہ کریں، جو بھی فلسطین کی حمایت کرتا ہے اس کا ساتھ دیں، اس وقت ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ فلسطینیوں کو حوصلہ دلانے کے لیے اور ان کو کھڑا رکھنے کے لیے ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں کر گزریں۔ اللہ رب العزت مجھے اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائیں، اللہ رب العزت فلسطینیوں کی غیبی نصرت و مدد فرمائیں اور ان کو اس جہاد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

☆☆ .... ☆☆

مسجدِ اقصیٰ کی فضیلت واہمیت

سرزمینِ انبیاء پر واقع یہ تاریخی مسجد اسلام کا تیسرا مقدس ترین مقام ہے

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

مسجدِ اقصیٰ تینوں آسمانی مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں کے ہاں بہت زیادہ اہمیت وعظمت رکھتی ہے۔ اسلام میں اسے حرم کا درجہ حاصل ہے، اس کا شمار مقدس مقامات میں ہوتا ہے، آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور تاریخ کی معتبر روایات کی روشنی میں اس کے فضائل، مسائل، تاریخی خدوخال اور جغرافیہ وغیرہ کے اعتبار سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

مسجد کے اسماء اور وجوہِ تسمیہ:

اس عظمت وحرمت والے مقام کو ''مسجدِ اقصیٰ'' اور ''بیت المقدس'' کہا جاتا ہے، مسجدِ اقصیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی دوری کے آتے ہیں اور یہ مسجد بھی مسجدِ حرام سے بہت زیادہ فاصلے پر ہے اور بیت المقدس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں تفسیر جمل میں نقل کیا گیا ہے کہ مقدس کا معنی ہے پاکیزہ اور مطہر چیز اور اس مسجد کو بھی اللہ نے غیر اللہ کی عبادت سے پاک کیا ہے، اس میں بتوں اور مجسموں کی عبادت نہیں کی جاتی۔ یہاں کے مقامی باشندے اسے ''حرم قدسی شریف'' کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

محلِ وقوع:

مسجدِ اقصیٰ ملکِ فلسطین میں واقع ہے اور فلسطین کے جس شہر میں ہے وہ دو حصوں میں منقسم ہے، ایک جدید شہر ہے اور ایک قدیم۔ قدیم شہر کو ''یروشلم'' بھی کہتے ہیں اور ''القدس'' بھی، مسجدِ اقصیٰ اور دیگر مقدس مقامات مثلاً انبیاء علیہم السلام کی یادگاریں، حجرے اور گزشتہ قوموں کے آثار اسی قدیم شہر میں موجود ہیں، اس قدیم شہر کا چاروں طرف سے سولہ سو میٹر لمبی پتھر کی دیوار کے ساتھ احاطہ کیا گیا ہے، جس میں نو بڑے بڑے دروازے ہیں۔

سرزمینِ شام کی فضیلت:

شام ایک بہت بڑا ملک تھا اور قدیم جغرافیائی تقسیم کے مطابق فلسطین الگ ملک کی حیثیت سے خطہ ارض پر موجود نہیں تھا بلکہ ملکِ شام ہی کا ایک حصہ تھا، فلسطین کے علاوہ اردن، لبنان، مقبوضہ فلسطین (موجودہ اسرائیل) بھی شام کی حدود میں پڑتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسجدِ اقصیٰ کو عظمتوں اور برکتوں سے نوازا اسی طرح سرزمینِ شام جس میں مسجدِ اقصیٰ واقع ہے اس کو بھی بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''شامنا'' یعنی ہمارا شام کہہ کر اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، جس سے اس کی عظمت دوچند ہوگئی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: ''ملکِ شام کے لیے مبارک ہو، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ ارشاد فرمایا: رحمن کے فرشتے اس کے اوپر پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: یادرکھو! جب فتنے آئیں گے تو ایمان ملکِ شام میں ہوگا۔

(مجمع الزوائد)

مسجدِ اقصیٰ کی فضیلت:

مسجدِ اقصیٰ روئے زمین پر موجود مقدس مقامات میں سے ایک اہم ترین مقام ہے جہاں ہزاروں سال بعد بھی نمازِ پنجگانہ، جمعہ، عیدین، اعتکاف، درس وتدریس اور تمام عبادات کا سلسلہ جاری ہے، اس کی روحانی، وجدانی اور نورانی فضاؤں میں آج بھی مسلمان کچھ لمحات گزار کر اپنی تسکینِ قلبی کا سامان کرتے ہیں۔ مسجدِ اقصیٰ کی فضیلت کے بہت سے پہلو ہیں جن سے اس کی تقدیس عیاں ہوتی ہے، چند ایک پہلو ذیل کی

سطور میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔خاص ثواب کی نیت سے سفر:

مسجدِ اقصیٰ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا شریعت میں مندوب اور مطلوب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خاص ثواب کی نیت سے) صرف تین مسجدوں کی طرف رختِ سفر باندھا جاسکتا ہے، وہ مسجدِ حرام، میری مسجد (مسجدِ نبوی) اور مسجدِ اقصیٰ ہے۔ (صحیح مسلم)

یعنی نماز کے ثواب کے اعتبار سے تمام مساجد برابر ہیں، کسی مسجد کو کسی پر کوئی ترجیح نہیں، لہٰذا کسی مسجد کی طرف خصوصی ثواب کا اعتقاد رکھ کر سفر کرنا جائز نہیں، البتہ یہ تین مساجد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔دنیا کی دوسری مسجد:

مسجدِ اقصیٰ کو یہ خصوصی اعزاز بھی حاصل ہے کہ مسجدِ حرام کے بعد تعمیر کے اعتبار سے خطہ ارض پر یہ دوسری مسجد ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجدِ حرام، میں نے پھر سوال کیا: اس کے بعد کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ ارشاد فرمایا: مسجدِ اقصیٰ، میں نے عرض کیا: ان دونوں میں کتنا (زمانی) فاصلہ ہے؟ ارشاد فرمایا: چالیس سال۔ (سنن نسائی)

۳۔نماز کے ثواب میں اضافہ:

مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے کا ثواب عام مسجدوں سے زیادہ ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد (مسجدِ نبوی) میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب مسجدِ اقصیٰ کی چار نمازوں سے زیادہ ہے اور وہ بہت اچھی نماز کی جگہ ہے، عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر لوگوں کو گھوڑے کی ایک لگام کے برابر بھی جگہ مل جائے جس سے وہ مسجدِ اقصیٰ کی زیارت کرسکیں تو وہ اس زیارت کو ساری دنیا سے بہتر سمجھیں گے۔ (مستدرکِ حاکم)

ایک حدیث میں ہے کہ مسجدِ اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

۴۔مقامِ حشر:

مسجدِ اقصیٰ جس جگہ پر واقع ہے، اس جگہ روزِ قیامت تمام لوگوں کو جمع کرکے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں آگاہ کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ سرزمین (جہاں بیت المقدس ہے) حشر کی جگہ ہے۔

(ابن ماجہ)

۵۔سفرِ معراج کی ایک منزل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج آسمانی سفر سے پہلے بذریعہ براق زمینی سفر فرمایا، اس سفر کی ابتدا بیت اللہ سے فرمائی اور راستے میں کئی جگہ پڑاؤ کیا، آخری پڑاؤ بیت المقدس میں فرمایا، اس کے بعد زمین سے آسمان کی طرف سفر شروع فرمادیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، یہ ایک سفید رنگ کی لمبی سواری تھی، گدھے سے کچھ بڑی اور خچر سے کچھ چھوٹی تھی، جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں اس کے قدم پڑتے تھے، میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گیا، وہاں پہنچ کر سواری کو اس حلقے سے باندھ دیا، جس حلقے سے دوسرے انبیاء باندھا کرتے تھے، پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات ادا کیں اور باہر نکل آیا، جبرائیل میرے پاس دو برتن لائے، ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی، میں نے اس میں سے دودھ والا برتن لے لیا، جبرائیل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند فرمایا، اس کے بعد وہ مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ (صحیح مسلم)

۶۔مسلمانوں کا قبلہ اول:

نماز میں جب تک بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم نہیں آیا تھا تب تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے سولہ یا سترہ مہینے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں، پھر کعبۃ اللہ کو ہمارے لیے قبلہ مقرر کردیا گیا۔ (صحیح بخاری)

۷۔انبیاء اور اولیاء کا مسکن:

مسجدِ اقصیٰ کو ہزاروں نبیوں اور اولیاء اللہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے، خدا کے نیک بندے اپنی روحانی تسکین کے لیے یہاں وقت گزارا کرتے تھے، بہت سے انبیاء کو اسی مسجد میں منصبِ نبوت سے نوازا گیا، حضرت مریم علیہا السلام کے والد حضرت عمران اسی مسجد کی امامت و خطابت اور تولیت کے فرائض سر انجام دیتے رہے، ان کے بعد یہ ذمہ داری حضرت زکریا علیہ السلام نے اٹھائی، حضرت مریم کی پیدائش کے اول روز سے ہی ان کی والدہ حضرت حنہ انہیں مسجدِ اقصیٰ کے منتظمین کے حوالہ کرآئیں، جہاں

حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی پرورش کی جو رشتے میں ان کے خالو لگتے تھے۔ یہیں بیت المقدس کے حجرے میں حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ سے بیٹے کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی، تمام انبیاء کرام معراج کی شب یہاں تشریف لائے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے چچا زاد بھائی حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام نے عراق کے شہر بابل سے یہیں ہجرت فرمائی۔ اسی بنا پر مسجدِ اقصیٰ کو سرزمین انبیاء کہا جاتا ہے۔

۸۔دجال سے حفاظت:

مسجدِ اقصیٰ کے تقدس کے پیشِ نظر اس میں دجال کو داخلے کی اجازت نہ ہوگی اور وہ اپنے ناپاک قدموں سے اس پاک گھر کو آلودہ نہیں کر سکے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: دجال زمین میں پھرے گا، مگر چار مسجدوں تک نہ جاسکے گا، وہ مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی، مسجدِ طور اور مسجد اقصیٰ ہیں۔(طبرانی)

۹۔انبیاء کے ہاتھوں تعمیر:

مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر کا عمل انبیاء کرام کے مبارک ہاتھوں سرانجام پایا، بعض اہلِ علم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس مسجد کا بانی قرار دیا ہے، لیکن سب سے درست اور قرین قیاس قول یہ ہے کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کی مدد سے تعمیر کروایا ہے، جبکہ اس کی تعمیر کی تجویز حضرت سلیمان علیہ السلام کے والدِ بزرگوار حضرت داؤد علیہ السلام نے دی اور ان کی بزرگی اور شرافت کی وجہ سے انہیں سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنگِ بنیاد رکھوایا، حدیث میں ہے:

’’حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس کی بنیادیں پتھروں سے بھر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مکمل کرواؤں گا۔(مستدرکِ حاکم)

☆☆ .... ☆☆

علمائے کرام کا اجلاس

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر علماء کاہنہ، گجومتہ و گردونواح کے علماء کرام کا اجلاس معارف القرآن ایجوکیشنل ٹرسٹ شہزادہ کاہنہ لاہور میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر رضوان نفیس کی صدارت میں ہوا۔

اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، مہتمم ادارہ ہذا مولانا مفتی خلیل احمد، مولانا مفتی مسعود الرحمٰن، مفتی عبدالحفیظ، مولانا عبدالمنان انبالوی، مولانا مقصود الوری، مولانا مفتی محمد اشفاق سمیت کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ 11 نومبر کو کاہنہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں اکابرین، شیوخ اور معروف خطباء نعت خوان شرکت کریں گے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے، دین اسلام کی پوری کی پوری عمارت اسی عقیدہ پر قائم کھڑی ہے۔ مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ مملکت خداداد پاکستان کی پارلیمنٹ نے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو آئینی و قانونی تحفظ فراہم کیا۔ مولانا خلیل احمد نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ختم نبوت و ناموس رسالت قوانین پر مکمل و مؤثر عملدرآمد کروایا جائے کیوں کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی فتنہ کی اسلام و آئین پاکستان مخالف سرگرمیوں سے مسلمانوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے جو کہ ناقابل برداشت ہے۔

اجلاس میں تمام علماء سے یہ اپیل کی گئی کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوتی مہم بھرپور انداز میں چلائیں اور وفود اور قافلوں کی صورت میں چناب نگر کانفرنس میں شریک ہوں۔ علماء نے تمام حاضرین سے یہ وعدہ لیا کہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنا اور دوستوں کو اسکی دعوت دینا یہ ہم سب پر لازم اور ضروری ہے۔

رپورٹ:.... مولانا عبدالنعیم، لاہور

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے: اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

اِس وقت ہم ہجرت نبویہ کے دوسرے سال میں ہیں۔ مدینۃ الرسول میں ہر طرف بڑی گہما گہمی ہے۔ مسلمان پورے زور وشور کے ساتھ جنگ بدر کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ تیاریاں مکمل ہوجانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پہلے لشکر پر آخری نگاہیں ڈالتے ہیں جو روئے زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے اور ان کی زیر قیادت جہاد فی سبیل اللہ کے لئے حرکت میں آنے کو بالکل تیار کھڑا ہے اور اسی موقع پر ایک کم سن بچہ جس کی عمر تیرہ سال سے بھی کم معلوم ہوتی ہے، جس کے چہرے پر ذہانت وفطانت کا جوہر نمایاں ہے اور جس کی پیشانی سے نجابت وحمیت کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، سامنے آتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے جو لمبائی میں اس کے قد کے برابر یا اس سے کچھ نکلتی ہوئی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ کر کہتا ہے:

”اے اللہ کے رسول! میں آپ پر قربان، مجھے اپنے ساتھ شریک ہونے اور اپنے جھنڈے تلے اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اُوپر مسرت آمیز نگاہ ڈالتے ہیں، تحسین آفریں انداز میں اس کے کندھے کو نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے اس کی دل دہی فرماتے اور کم سنی کے باعث اسے واپس کردیتے ہیں۔

بچہ! اپنی تلوار کو زمین پر گھسیٹتا ہوا نہایت رنجیدہ اور غمگین صورت بنائے واپس لوٹ گیا، اسے اس بات کا شدید احساس تھا کہ وہ پہلے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کے شرف سے محروم رہ گیا۔ اس کے پیچھے اس کی ماں نوار بنت مالک بھی واپس آگئی۔ اسے بھی اپنے بچے کی محرومی کا غیر معمولی صدمہ تھا۔ اسے اس بات کا بڑا ارمان تھا کہ وہ اپنے لختِ جگر کو لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جہاد کے لئے جاتا ہوا دیکھے۔ اُسے پوری امید تھی کہ اس کا نورِ نظر بارگاہِ رسالت میں وہ مقامِ بلند حاصل کر لینے میں کامیاب ہوجائے گا جو اس کا باپ اگر زندہ ہوتا تو حاصل کرتا۔

لیکن اس انصاری نونہال نے جب یہ دیکھا کہ وہ اپنی کم عمری کی وجہ سے اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقرب حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا تو اس نے اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنے لئے ایک ایسے میدان کا انتخاب کرلیا جو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقرب بنا دے۔ جس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمر کی قید یا شرط نہ تھی اور وہ میدان تھا: علم اور حفظ کا میدان۔

جب اس نے اس نئے خیال کا ذکر اپنی ماں کے سامنے کیا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اس کی حقیقت رسی پر باغ باغ ہوگئی۔ اس نے اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں سے بچے کی دلچسپی اور اس کی سوچ کا ذکر کیا تو وہ لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول! یہ ہمارا بیٹا

زید بن ثابت ہے۔ اس کو کتاب اللہ کی سترہ سورتیں بالکل اسی طرح صحت کے ساتھ یاد ہیں جس طرح آپ کے قلب مبارک پر اتری ہیں۔ اس کے علاوہ یہ لکھنے پڑھنے میں بھی کافی ہوشیار ہے۔ ان چیزوں کے ذریعے یہ آپ کا قرب حاصل کرنا اور آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس سے سن لیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن ثابت سے اس کی حفظ کی ہوئی سورتوں میں سے کچھ سنیں۔ واقعی اس کی تلاوت نہایت خوبصورت اور ادائیگی بہت واضح تھی۔ اس کے ننھے ننھے ہونٹوں پر قرآنِ کریم کے الفاظ یوں جگمگا رہے تھے جیسے سطحِ آسمان پر ستارے جگمگاتے ہیں، پھر اس کی تلاوت کا انداز بتا رہا تھا کہ جو کچھ وہ تلاوت کر رہا ہے، اس سے متاثر بھی ہو رہا ہے اور مناسب مقامات پر اس کا وقف کرنا اس بات کی دلالت کر رہا تھا کہ جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے اسے اچھی طرح سمجھ بھی رہا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اس کے قبیلے والوں کے بیان سے بڑھ کر پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور کتابت میں اس کی مہارت اور پختگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مزید وجہ مسرت ثابت ہوئی۔

آپ نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا:

''زید! تم میرے لئے یہودیوں کی کتابت (عبرانی) سیکھ لو، کیونکہ مجھے ان کے اوپر اعتماد نہیں ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں، وہ وہی لکھتے ہیں۔''

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں فوراً عبرانی سیکھنے میں ہمہ تن مشغول ہو گئے اور قلیل عرصے میں اس میں پوری مہارت پیدا کر لی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کو کچھ لکھوانا چاہتے یا ان کی طرف سے کوئی تحریر آتی تو حضرت زید بن ثابتؓ اس کو لکھنے یا پڑھنے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے سُریانی زبان بھی سیکھ لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمان بن گئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دانائی، امانت داری، باریک بینی اور فہم و فراست سے پورے طور پر مطمئن ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانی پیغام کی امانت ان کے سپرد کرتے ہوئے ان کو کتابت وحی کے منصب پر فائز کر دیا۔ جب بھی قرآن کا کوئی حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوتا ان کو بلوا کر لکھوا لیتے۔ اس طرح حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ وقتاً فوقتاً براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم قرآن حاصل کریں اور ان کی زبانِ مبارک سے تازہ بہ تازہ اس کے نازل ہونے والے ہر حصے کو اس کی شانِ نزول کے ساتھ اخذ کریں اور اس کی آیات کے ساتھ ساتھ ترقی کی منزلیں طے کرتے رہیں اور ان کا نفس اس کی ہدایت کے انوار سے منور اور ان کی عقل اس کی شریعت کے اسرار سے روشن ہوتی چلی جائے۔

اور آخر کار یہ خوش قسمت نوجوان زیدؓ بن ثابت قرآن میں امتیازی خصوصیت کا حامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد قرآنی علوم میں امت محمدیہ کا اولین مرجع بن گیا۔ چنانچہ وہ اس کمیٹی کا صدر تھا جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کے جمع و ترتیب کا کارنامہ انجام دیا اور اس مجلس کا سربراہ تھا، جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مصاحفِ قرآن کو یکجا کرنے کی ذمہ داری ادا کی تھی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر قرآن کریم کا یہ خاص فیض ہی تھا کہ اس نے ایسے ایسے پیچیدہ مسائل میں اور نازک مواقع پر ان کے سامنے صحیح راہ واضح کر دی، جن میں بڑے بڑے اربابِ عقل و فہم حیران و سرگرداں رہ جاتے تھے۔ چنانچہ سقیفۂ بنی ساعدہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے مسئلے پر مسلمانوں میں زبردست اختلافِ رائے پیدا ہو گیا، جب مہاجرین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت ہمارے درمیان رہے گی اور ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں، بعض انصار نے کہا کہ: خلافت ہمارے درمیان رہے گی، ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں اور ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ:

''خلافت ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک رہے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب بھی وہ تم میں سے کسی کو کسی ذمہ داری پر متعین کرتے تو ہم میں سے بھی کسی کو اس

کے ساتھ لگا دیتے تھے۔‘‘

اور اس معاملے میں صورتِ حال اتنی سنگین ہوگئی تھی کہ قریب تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتکفین سے قبل ہی مسلمانوں کے اندر زبردست فتنہ پیدا ہوجائے۔ اس موقع پر ایک ایسے فیصلہ کن، برحق اور قرآنی ہدایت کے مطابق کلمے کی ضرورت تھی جو سر اٹھانے سے پہلے ہی اس فتنے کا قلع قمع کر دیتا اور وہ کلمہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس وقت ادا ہوا جب انہوں نے اپنی قوم انصار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’اے گروہ انصار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے، اس لئے ان کا جانشین بھی انہیں کی طرح مہاجر ہونا چاہئے اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ان کے انصار تھے، لہٰذا ہم ان کے بعد بھی حق بات میں ان کے جانشین کے انصار واعوان رہیں گے۔‘‘

پھر یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنا ہاتھ حضرت ابوبکرؓ کی طرف بڑھا دیا۔

’’یہ ہیں تمہارے خلیفہ، ان کی بیعت کرلو۔‘‘

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی فضیلت، اس پر تدبیر وتفقہ اور عرصۂ دراز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فیضیابی کے باعث تمام مسلمانوں کے لئے مشعلِ نور بن گئے تھے، خلفائے راشدین پیچیدہ مسائل میں ان سے مشورہ کرتے اور عام مسلمان اپنے مشکل معاملات میں ان سے فتویٰ پوچھتے تھے۔ خصوصاً میراث میں تو سب لوگ انہیں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ کیونکہ اُس وقت مسلمانوں میں کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں تھا جو میراث کے مسائل کا ان سے بڑا عالم اور اس کی تقسیم کا ان سے زیادہ ماہر ہو، چنانچہ ایک بار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر مسلمانوں کے درمیان تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

’’لوگو! جو شخص قرآن کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے وہ زیدؓ بن ثابت کی طرف رجوع کرے، جس کو فقہ کے متعلق کچھ پوچھنا ہو وہ معاذؓ بن جبل کے پاس جائے اور جو مال چاہتا ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا ذمہ دار اور تقسیم کنندہ بنایا ہے۔‘‘

صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ میں سے وہ لوگ جو علم کے طلب گار اور اس کے جویا تھے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ خوب اچھی طرح پہچانتے تھے۔ چنانچہ اُس علم کی وجہ سے جو ان کے سینے میں جاگزین تھا، وہ لوگ ان سے غیر معمولی تعظیم وتوقیر کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وہ ہیں بحرِ علم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہیں، چنانچہ آگے بڑھ کر وہ ان کے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ان کی رکاب اور گھوڑے کے لگام تھام لیتے ہیں، یہ دیکھ حضرت زیدؓ ان سے کہتے ہیں:

’’اے ابن عم رسول اللہ! چھوڑ دیجئے۔‘‘

تو وہ جواب دیتے ہیں:

’’ہم کو اپنے علماء کے ساتھ اسی طرح پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔‘‘

تو حضرت زیدؓ ان سے کہتے ہیں: ’’ذرا اپنا ہاتھ تو مجھے دکھایئے۔‘‘

اور جب حضرت ابن عباسؓ اپنا ہاتھ نکالتے ہیں تو حضرت زیدؓ جھک کر یہ کہتے ہوئے اس کو چوم لیتے ہیں:

’’ہم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔‘‘

اور جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے رب کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئے تو مسلمان ان کی موت کی وجہ سے اس علم پر زار و قطار روئے جو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا:

’’آج اس اُمت کا متبحر عالم انتقال کرگیا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباسؓ کو ان کا جانشین بنادے گا۔‘‘

اور شاعر رسول حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کا اور اپنا ایک ساتھ مرثیہ کہتے ہوئے کہا:

’’فمن للقوافی بعد حسان وابنہ ومن للمعانی بعد زید بن ثابت۔‘‘

ترجمہ: ’’نہ تو حسان اور اس کے بیٹے کے بعد اشعار وقصائد کے لئے کوئی مرجع ہوگا، نہ زید بن ثابتؓ کے بعد قرآن کے معانی ومطالب کے لئے کوئی مرجع رہ گیا ہے۔‘‘ ☆☆☆

قرآنِ کریم.... راہِ ہدایت

مولانا محمد منہاج عالم ندوی

قرآنِ کریم انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کے لئے نازل ہوا، اس میں دین و دنیا کی سعادت، بنی نوع انسان کی ہدایت اور اخروی نجات کی ضمانت ہے۔ اس کی شان اعلیٰ وارفع ہے۔ یقیناً یہ قرآن کریم کا اعجاز اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کردہ وہ معجزۂ ربانی ہے جو اس کے پڑھنے، سننے اور اس کے معانی ومفاہیم کے سمجھنے والے کی دلوں پر اثر کرتا ہے۔ اس کی تلاوت کرنے والے کے سامنے آج بھی دنیا کی بہت ساری موسیقی اور میوزک پھیکی اور ہیچ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دورِ نبوی سے لے کر آج تک سینکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں وہ لوگ جنہوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف طرح طرح کے حربے استعمال کئے، ہر طرح کی سازشیں کیں اور اس کی آفاقیت کو ختم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، لیکن سبھوں نے اپنے منہ کی کھائی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر ایسی حلاوت، مٹھاس اور مقناطیسی صفات رکھی ہیں کہ اس کی آواز جن کے کانوں میں پڑی اسے اپنانے پر مجبور ہوگئے۔ قرآن کریم کے اثر آفرینی کا پختہ یقین اہلِ مکہ کو بھی تھا۔ یہی وجہ ہے انہیں ایسا لگتا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں اور ان کے اس کلام کی آواز جسے لے کر وہ آئے ہیں، ہمارے کانوں کے ساتھ ٹکرائی تو بچ نہیں پائیں گے، جس کی وجہ سے وہ لوگ قرآن کی آواز کو سننا ہی پسند نہیں کرتے تھے، اور اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوششوں میں لگے رہتے، بلکہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیا کرتے تھے کہ حق کی آواز سے بچ جائیں، مگر ان سب کے باوجود جب ان کے کانوں سے قرآن کی آواز ٹکرائی تو ان کے دل کی اجڑی ہوئی دنیا یکلخت بدل گئی اور ان کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھا۔ ان کی کیفیت یہ ہوگئی کہ جس چیز سے جان بچا کر بھاگتے تھے اسی کے عاشق ہو گئے اور جس نبی سے جان چھڑانے کے درپے تھے ان پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کو زندگی کا سب سے بڑا اثاثہ اور سرمایہ سمجھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نہ رہ سکے۔

ایسا کیونکر نہ ہو! قرآن کہتا ہے کہ یہ کتاب راہِ راست کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور قرآن کریم تو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور اجر عظیم کی بشارتیں سناتا ہے اور بدی کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔

قرآن کریم کے اندر کسی طرح کی کوئی بھی تبدیلی اور الٹ پھیر نہیں ہوسکتا، اس پیغام ربانی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو پہنچا دیا، اس میں کسی طرح کے تغیر وتبدل کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اس کی کسی سورت اور پارے تو کیا، ایک لفظ، ایک حرف اور نقطہ کی بھی تبدیلی نہیں ہوسکتی، اور ایسا اس وجہ سے بھی ناممکن ہے کہ خود خالق کائنات نے اس کی حفاظت کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ:

”ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے، ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مفسرِ قرآن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے تفسیر عثمانی میں لکھا ہے کہ: یاد رکھو! جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے بدون ایک شوشہ یا زبر، زیر کی تبدیلی کے چاردانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی ومعنوی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول واحکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت وبلاغت اور علم وحکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں، پر قرآن کی سورتوں ومعنوی اعجاز میں اصلاً ضعف وانحطاط محسوس نہ ہوگا۔

قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا کم کردینے میں ساعی ہوں گی لیکن اس کے ایک نقطہ کو کم نہ کرسکیں گی۔ حفاظتِ قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدۂ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہوکر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب ومغرور مخالفوں کے سر نیچے ہوگئے۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا، جس نے قرآن کے علوم ومطالب

اورغیر منقضی عجائب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرزِ ادا کی، حافظوں نے اس کے الفاظ وعبارت کی۔ یہی وجہ ہے کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر، زبر تبدیل نہ ہوسکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے، کسی نے آیتیں شمار کیں، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی، حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کرڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جاسکتی جس میں ہزاروں، لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی جماعت موجود نہ رہی ہو۔ خیال کرو آٹھ دس سال کا بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دوتین جزو کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے، وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے، کس طرح فرفر سنا دیتا ہے۔ پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم وحافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگزاشت ہوجائے تو ایک بچہ اس کو بلاجھجک ٹوک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں، ممکن ہی نہیں پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔

قرآن نے ڈنکے کی چوٹ پر چیلنج کیا اور فرمایا: ''کہہ دیجئے! اگر تمام انسان اور جنات اس بات پر جمع ہوجائیں کہ وہ اس قرآن کے جیسا کوئی دوسرا کلام بنا کر لے آئیں تو وہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔''

جس وقت قرآن نازل ہورہا تھا اس وقت لوگوں نے کہا کہ اس کتاب کو تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سے گھڑ کر بیان کرتے ہیں، ہم بھی اگر چاہیں تو اس طرح کئی کتابیں پیش کردیں۔ قرآن نے ایسے لوگوں سے کہا: ''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو آپ نے گھڑ لیا ہے، اے نبی! آپ ان سے کہئے! تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جسے چاہو بلالو اگر تم سچے ہو، اور اگر دس سورتیں بھی نہ پیش کرسکو تو ایک ہی سورت پیش کرکے دکھا دو، یقین مانو تم ایسا ہرگز نہیں کرسکتے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم لوگوں کو شک ہے اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے، تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنا کر پیش کردو اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے تمام مددگاروں کو بلالو اگر تم سچے ہو اور اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز تم ایسا نہ کرسکو گے تو بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔''

چنانچہ آج تک باطل طاقتوں کی طرف سے تحریف کی جو بھی کوشش کی گئی یا اس میں کسی طرح کی انگشت نمائی کرنے کی سازش ہوئی سبھوں نے منہ کی کھائی اور ذلت ورسوائی ان کا مقدر بنی۔ ابھی حالیہ دنوں میں قرآن مجید میں یہودیوں نے تحریف کرنے کی کوشش کی اور کتاب التوحید کے نام سے ایک کتاب مرتب کی مگر خود اس حلقہ میں بے اثر ثابت ہوئی۔

اس لئے قرآن کا معجزہ آج بھی سر چڑھ کر بول رہا ہے اور لوگ اسے اپنا کر اپنی دنیا و آخرت سنوار رہے ہیں۔ نہ جانے کتنے لوگوں نے اس کے ذریعہ اپنی عاقبت سنوار لی، ہمیں بھی اس کی تلاوت سے دل کی تاریکی کو روشن کرنا چاہئے۔ ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کی تلاوت ضرور کریں، بلکہ اس کے معانی میں غور و فکر کرکے دل کی اجڑی ہوئی دنیا کو سکون بخشیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک ایک حرف کے پڑھنے پر ثواب رکھا ہے، اور اس کا پڑھنا، لکھنا، سمجھنا، دیکھنا، چُھونا، عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ اس لئے ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے، تب بھی اس کی تلاوت ضرور کرنی چاہئے اور اگر اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس میں تفکر اور تدبر اور پورے انہماک سے کام لیں تو یہ رب دو جہاں پر ایمان وعقیدہ کو اور بھی مضبوط اور ٹھوس کرتا ہے۔

کیونکہ قرآن کریم کی حقیقی برکت اور اس کی رحمت تو اسی میں مضمر ہے اور قرآن کریم بار بار اس کی طرف واضح الفاظ میں دعوت دیتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس کتاب کے بارے میں حسد، بغض وعناد اور ہٹ دھرمی سے پرے ٹھنڈے دل سے سوچیں اور اس کے معانی، مفاہیم، حرکات وسکنات اس کی ترتیبوں پر غور وفکر کریں تو سمجھ میں آجائے گا کہ یہ کسی مخلوق کا کلام نہیں بلکہ کلام خداوندی ہی ہے جو تمام طرح کے نقائص اور عیوب سے مبرا اور پاک ہے۔ ارشاد باری ہے: ''کیا وہ لوگ قرآن کریم میں غور وفکر نہیں کرتے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ لوگ اس میں بہت سارے اختلاف پاتے۔'' نیز دوسری جگہ ارشاد ہے: ''کیا قرآنِ مجید میں تدبر سے کام نہیں لیتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟''

آج یہ جو ہمارے سامنے طرح طرح کی پریشانیاں اور نت نئی مشکلات کھڑی ہیں، وجہ

قرآن کریم اور تعلیمات نبوی سے غفلت، دوری اور عدم التفات ہے، جس کی وجہ سے آج ہم چہار دانگ عالم میں ذلت وپستی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک تو اللہ کی کتاب (قرآن کریم) دوسری اس کے پیغمبر کا طریقہ، تم جب تک مضبوطی کے ساتھ اسے پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اس لئے قرآن پاک کو اپنا گائیڈ، راہنما تسلیم کر کے زندگی گزاریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی زندگی پر عمل پیرا ہو جائیں، انشاء اللہ! دنیا کی کامیابیاں ہمارے قدم بوسی کے لئے تیار ہیں اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔

☆☆ .... ☆☆

صاحبزادہ حضرت سعید احمد، خانقاہ سراجیہ کندیاں

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی میں دو نکاح کئے، پہلی اہلیہ محترمہ سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ، مولانا صاحبزادہ رشید احمدؒ۔ دوسری اہلیہ محترمہ سے صاحبزادہ سعید احمدؒ، مولانا صاحبزادہ نجیب احمد ہوئے۔ صاحبزادہ سعید احمد ۸ر محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۷ر مارچ ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ دنیاوی تعلیم میٹرک تک حاصل کی، جبکہ دینی تعلیم واجبی سی تھی۔ حضرت والا کی صحبت نے انہیں کندن بنا دیا۔ حضرت والا کے ساتھ اندرون وبیرون ملک کئی ایک اسفار میں رفیق و خادم سفر رہے۔ کئی سال حضرت کے ساتھ سفر حج میں خادم سفر رہے۔

حرمین شریفین کے سفر میں ایک مرتبہ کھیر بنائی، چینی کے بجائے نمک ڈال دیا، کیونکہ دونوں کی شکل ایک جیسی تھی، حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت والا نے بسم اللہ پڑھ کر تناول فرمائی، جب صاحبزادہ صاحب نے خود کھائی تو اس میں چینی کے بجائے نمک تھا۔ حضرت سے معذرت کی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ بیٹا! ہر روز اللہ پاک میٹھی کھیر کھلاتے ہیں تو آج نمکین بھی نعمت خداوندی سمجھ کر کھائی۔

کندیاں موڑ پر پیٹرول پمپ بنایا۔ نیز ٹریول ایجنسی بھی بنائی، جس کے ذریعہ مسلمانوں کی حرمین شریفین میں حاضری اور حج وعمرہ کے ذریعہ خدمت کی سعادت حاصل کی۔ جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لیا اور ہزاروں ووٹ حاصل کئے۔ تھانہ، کچہری میں جماعتی احباب کی بھرپور راہنمائی فرماتے، بلکہ خانقاہ شریف کے بھی دفتری مسائل ان کے ناخن تدبیر سے حل ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ختم نبوت کاز سے محبت انہیں ورثہ میں ملی۔ حضرتؒ کے خادم کی حیثیت سے ملک بھر میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم سے ذاتی مراسم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سیکورٹی رسک کے باوجود قائد جمعیت جنازہ میں شریک ہوئے۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فیصلہ کیا کہ ۷ر ستمبر کو ملک بھر میں ختم نبوت موٹر سائیکل ریلیوں کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ میانوالی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام نے ختم نبوت ریلی نکالنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے متعلق دن رات ایک کئے ہوئے تھے۔ ۳ر ستمبر ۲۰۲۳ء وفات کے دن بھی صبح ایک گھنٹہ تقریباً سیر کی۔ سیر کے بعد احباب کو ریلی کامیاب بنانے کے لئے ہدایات دیتے رہے۔ ایک دوست کو ملنے گئے اور اچانک دل کی حرکت نے کام چھوڑ دیا اور یہ آناً فاناً ہوا اور ان کی وفات کی خبر سوشل میڈیا کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیل گئی اور گروپوں میں نشر ہونا شروع ہو گئی۔

۴ر ستمبر عصر کی نماز کے بعد خانقاہ شریف میں ان کی نماز جنازہ ان کے برادر کبیر مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اور جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تبلیغی جماعت اور خانقاہ شریف سے متعلق ہزاروں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ میں جم غفیر کا شریک ہونا انشاء اللہ! ان کی مغفرت کا ذریعہ ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، راقم الحروف نے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی معیت میں شرکت کی۔ انہیں خانقاہ شریف کے مخصوص قبرستان میں ان کے بڑے بھائی صاحبزادہ رشید احمدؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک نوجوان بیٹا اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وبرد مضجعہ۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مہنگائی کا تدارک

حافظ مدثر اقبال

موجودہ دور کی بڑھتی ہوئی پریشانیوں اور آزمائشوں میں سے ایک بڑی آزمائش ہوشربا مہنگائی ہے۔ضروریات زندگی اور روزمرہ کی اشیا کے حصول میں محرومی کی وجہ سے ہر ایک شخص بے چین نظر آتا ہے، بالخصوص معاشرے کا وہ مزدور طبقہ جن کے متعلق یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جس دن مزدوری نہ ملے گی اس دن چولہا نہیں جلے گا۔ بلاشبہ پاکستان کی ۷۶ سالہ تاریخ میں اتنی مہنگائی کا تذکرہ نہیں ملتا، لیکن اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ اتنی مہنگائی تاریخ میں کبھی بھی اور کہیں بھی ہوئی ہی نہیں تو یہ غلط بات ہے، کیونکہ تاریخ میں ہمیں ایسے ادوار کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو مہنگائی کی بدترین شدت کی وجہ سے سیاہ ترین دور کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ذیل میں چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

روم کا محل وقوع بہت اہمیت کا حامل تھا، وہاں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو مہنگائی، ٹیکسوں اور زندانوں کے بار سے کچلا جارہا تھا، ان کا جوڑ جوڑ اور بند بند مطالبات کے اندر جکڑا ہوا تھا، وہ اس جال کو جس قدر توڑنے کی کوشش کرتے اور ہاتھ پاؤں مارتے وہ جال اور کس جاتا، اس کٹھن اور مشکل زندگی میں دوسری مصیبت یہ تھی کہ وہ لوگ امیروں اور اونچے طبقے کے لوگوں کی نقالی بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے مہنگائی عروج پر پہنچ جاتی، پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی زندگی تلخ ہوگئی، ان کا دماغ ہروقت پریشان و پراگندہ رہتا اور ان کو حقیقی سکون اور اطمینان قلب کبھی میسر نہ آیا۔(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر)

جس زمانے میں مصر اور شام کے اُمرا حکمرانی کی رسی کشی میں مصروف تھے، ان دنوں میں وہاں سخت مہنگائی اور موت نے ڈیرے ڈال لئے تھے۔موت کی فراوانی ایسی تھی کہ ایک لاکھ تیس ہزار لوگ زمین کے نیچے چلے گئے، ایک قبر میں کئی کئی جماعتوں کو دفن کیا جاتا تھا۔خوراک کے بھاؤ نہ صرف زیادہ ہوتے بلکہ خوراک کا ملنا تک محال ہوگیا، اناج کے ایک بورے کی قیمت ۳۰۰ درہم ہوگئی، لوگ کو جو جانور نظر آتا اس کو کھا جاتے، یہاں تک کہ گدھے، گھوڑے اور خچر بھی ختم ہونے لگے۔(ابن تیمیہؒ، ایک عظیم مصلح)

مغلیہ دور حکومت میں سترہویں صدی کے اواخر میں معاشی بحران شروع ہوا اور اٹھارہویں صدی میں ایک شدید مسئلے بن گیا، معیشت کے بہتر ہونے کی بنیادی وجہ چونکہ کامیاب زراعت تھی، زراعت میں بدحالی کی وجہ سے کسان نوکریوں کی تلاش میں شہر جانے لگے، یوں زراعت کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔احمد شاہ کے عہد میں شاہی خزانہ بالکل خالی ہوگیا، سلطنت بھاری قرضے سے دب گئی، سرکاری افسروں سے لے کر چھوٹے نوکروں تک تین سال کسی کو تنخواہ نہیں ملی، بھوک کی وجہ سے سواروں نے اپنے گھوڑے بیچ ڈالے تھے، پیدل لشکر کے بدن پر کپڑے نہیں ہوتے تھے، شاہی جانوروں کو بھی چارہ نہیں ملتا تھا، یہاں تک کہ شاہی دربار کے قالین، کھانا کھانے کے برتن، کتابیں اور کارخانوں کی چیزیں دکانداروں کو بیچ کر سرکاری ملازموں کو تنخواہیں دی گئیں۔

(اردو شاعری میں مغل سلطنت کی زوال کی عکاسی)

مذکورہ تاریخی نوعیت کے کچھ واقعات اور حالیہ دور میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے تذبذب کے شکار ہونے والے معاشرے کی حالت زار کو دیکھ کر احیائے اسلام کا وہ زمانہ یاد آجاتا ہے کہ جب اہل اسلام نے کفار کی طرف سے دی جانے والی اذیتوں، معاشی بائیکاٹ اور ظلم وستم کی وجہ سے مجبور ہوکر مکہ کو الوداع کہا اور مدینۃ الرسول میں آباد ہونے کا ارادہ کیا تو اس وقت ان کے پاس کیا تھا؟ یقیناً ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا، نہ سواری، نہ مال و دولت، نہ سامان سفر، نہ آلات حرب، نہ عزیز و اقارب، نہ گھر، نہ کوئی جائیداد تو پھر وہ کیا چیز تھی جس کی بنیاد پر انہوں نے اتنا بڑا اقدام اٹھایا، وہ کونسی حکمتِ عملی تھی، جو ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنائی جس کے سبب یہی لوگ جن کی شخصیت سے کوئی واقف نہ تھا، کچھ

ہی عرصے میں پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گئے، جب ہم یہ معلوم کرنے کے لئے احادیث رسول کا مطالعہ کرتے ہیں توہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں قیامِ پذیر ہوئے اور اسلامی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا تو سب سے پہلے جو مسئلہ درپیش تھا وہ مہاجرین گھرانوں کی خوراک اور رہائش کا تھا، کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو اپنا سب کچھ مکہ میں ہی چھوڑ آئے تھے، اب ریاست مدینہ کے پاس اس قدر وسائل نہیں تھے کہ ان لوگوں کی آبادی کاری، رہائش اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا جاتا، ایسے حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مہاجرین کو ان کے حال پر چھوڑنے کی بجائے اہل مدینہ اور مہاجرین کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرما کر اس مسئلہ کو نہ صرف مستقل طور پر حل کر دیا بلکہ اس تصور کو بھی عملاً واضح کر دیا کہ اگر پھر کبھی معاشرے میں ایسے حالات پیدا ہوجائیں تو اجتماعی سطح پر خوراک، روزگار، رہائش، آباد کاریوں اور کفالت عامہ کا طریقہ کار کیا ہے۔

مہاجرین وانصار کے جذبہ ایثار کے متعلق جان کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آج بھی مسلم اقوام میں کسی نہ کسی صورت میں یہ جذبہ موجود ضرور ہے صرف وقت کی ضرورت کے مطابق اصلاح اور تربیت کی اشد ضرورت ہے جیسا کہ جب ہم اپنے اردگرد کا جائزہ لیتے ہیں تو کتنے ایسے ادارے یا مراکز نظر آتے ہیں جنہیں اہل محلہ اور اہل علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت قائم کیا ہے؟ کتنے ایسے مذہبی یا سیاسی پروگرام ہیں جن کا انعقاد اہل محلہ اور اہل علاقہ کے تعاون سے کیا جاتا ہے؟ کتنی ایسی تفریحی سرگرمیاں ہیں جن کا انعقاد بھی علاقائی سطح پر کیا جاتا ہے؟ (جیسے اسپورٹ ٹورنامنٹ، کتاب میلہ وغیرہ) یہ تمام سرگرمیاں فرد واحد نہیں کرتا بلکہ اجتماعی طور پر کی جاتی ہیں۔ان تمام پروگراموں کے انعقاد کے عملی فوائد اگر آپ بیان کرنا چاہیں تو شاید دس فائدے بھی عملی طور پر سامنے نہیں آئے ہوں گے، نقصانات کی تو بات ہی الگ ہے، لیکن اس کے برعکس ان پروگرامز پر جتنے مالی اخراجات آتے ہیں ان کا نیک نیتی، خلوص اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اگر استعمال کیا جائے تو یقیناً ایک معاشرے کے دس گھروہ جو انتہائی غریب ہیں ان کی کمائی کے لئے ہلکے پھلکے کاروبار کا اہتمام کیا جاسکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کی کوئی دنیاوی مصیبت دور کی تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کوئی نہ کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور جس نے کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا فرمائے گا۔“ (سنن ترمذی)

حقیقت بھی یہی ہے کہ مہنگائی کا رونا روتے رہنے سے مہنگائی کم نہیں ہوگی بلکہ اس کا عملی علاج کرنے کی کوشش کرنی چاہیے مثلاً کم آمدنی والے شخص کو چاہیے کہ استعمال کی چیزوں کی خریداری کے لئے جانے سے قبل ضروری اشیاء کی فہرست بنالے اور اس کا بغور جائزہ لے لے کہ کیا واقعی ان سب چیزوں کی ضرورت ہے صرف ضروری اشیاء کی خریداری پر اکتفا کرے، گوشت اور مرغن کھانوں کے استعمال کے بجائے سادہ غذا اور سبزیوں کے استعمال کا معمول بنائے، یہ صحت کے لئے مفید بھی ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی چیز مہنگی ہو جائے تو اسے ترک کرکے دوسری نسبتاً سستی چیز خریدلے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ مکہ میں کشمش کی قیمت بڑھ گئی، لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی تو آپؓ نے فرمایا: ”تم لوگ کشمش کے بدلے کھجور استعمال کرو (کیونکہ جب ایسا کروگے تو مانگ کی کمی کی وجہ سے) کشمش کی قیمت گرجائے گی۔“ (تاریخ ابن معین)

اسی طرح حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: ”گوشت مہنگا ہوچکا ہے (کیا کرنا چاہیے؟) آپؒ نے فرمایا؛ اسے سستا کردو، یعنی اسے خریدنا چھوڑ دو۔“ (رسالہ تشیریہ)

مہنگائی میں شدت کے کئی ایک باطنی پہلو بھی ہیں جیسا کہ کسی مجذوب سے ایک شخص کہنے لگا: حضور! مہنگائی ہوگئی ہے تو وہ کہنے لگے: ”مان لیتا ہوں کہ مہنگائی ہوگئی ہے توکیا (نعوذ باللہ!) اللہ تعالیٰ کے خزانے بھی ختم ہوگئے ہیں؟ تو اپنی دعاؤں اور اذکار کی تعداد کو کیوں نہیں بڑھاتا۔“

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ رجوع الی اللہ کریں، ماضی کے حالات و واقعات سے عبرت حاصل کریں، بجائے اس کے کہ بعد میں آنے والوں کے لئے باعث عبرت بنیں، اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور سیرت النبی سے راہنمائی لیتے ہوئے ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جو ہمارے لئے، ہمارے معاشرے کے لئے اور پوری امت مسلمہ کے لئے فائدے کا سبب بنے۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان، اکتوبر ۲۰۲۳ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

بقیہ:.... ختم نبوت کانفرنس، بہاولپور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مجلس کے بانیان نے کریڈٹ کے حصول سے قطع نظر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شبانہ روز محنت کرکے قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی سے ۱۹۷۴ء کی متفقہ ترمیم، ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ حاصل کئے۔ نیز ان قوانین کے تحفظ و بقا کی جنگ لڑرہی ہے۔

معروف تبلیغی بزرگ مولانا کریم بخشؒ بانی جامعہ عمر ابن خطاب ملتان کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا محمد وقاص کریم نے قرآن وحدیث سے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک اور سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خلیفۃ الرسول بلافصل سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کی عظیم الشان قربانی کا تذکرہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رحلت نبوی کے بعد حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی، منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد، مرتدین کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیش بہا قربانیاں پیش کیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان قربانیوں کے تحفظ کی امین ہے۔

جامع مسجد الصادق میں قائم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم القرآن کے چھ حفاظ کرام کی حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے دستار بندی کرائی۔ آخری اور تفصیلی خطاب گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے فاضل خطیب مولانا شاہنواز فاروقی نے کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، اس کے تحفظ کے لئے اسلامیانِ پاکستان کی عظیم الشان قربانیاں، اسلامیانِ پاکستان کے آئین و قانون کے تحفظ کے لئے ذمہ داریوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے مسلمانانِ پاکستان سے ان قوانین کے تحفظ کا عہد لیا۔ نیز حکمرانوں سے بھی دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ حکمران! بنیادی عقائد کے خلاف یہود وہنود کے آلۂ کار کا کردار ادا نہ کریں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار کا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کی تحریکوں میں مسلمانانِ پاکستان نے بلا اختلاف مسلک ومشرب قابلِ فخر کردار ادا کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے انہیں پلیٹ فارم مہیا کیا۔ مولانا موصوف کا اصلاحی تعلق حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے ساتھ ہے، انہوں نے حضرت والا کو یقین دہانی کرائی کہ آپ کی قیادت میں انشاء اللہ العزیز! نمایاں کردار ادا کریں گے۔

کانفرنس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی، نیز حضرت الامیر مدظلہ کی تشریف آوری پر کھڑے ہوکر تمام سامعین نے نعروں کی گونج میں حضرت والا کا خیر مقدم کیا۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ختم نبوت کے قوانین کو چھیڑنے کی کوشش کی گئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کیا جائے گا۔ کانفرنس رات کے ایک بجے کے قریب حضرت الامیر دامت برکاتہم کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس سے جمعیت علمائے اسلام بہاولپور کے ٹکٹ ہولڈر صفدر شہباز راجپوت نے بھی خطاب کرتے ہوئے حضرت والا کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔

کانفرنس میں شیوخ حدیث مولانا منیر احمد منور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی خانقاہ سرانی، مولانا محمد احمد، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا افتخار احمد اساتذۂ کرام جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، مولانا سیف الرحمٰن راشدی، مولانا عبدالرزاق اسلامی مشن، مولانا صہیب احمد ودیگر اساتذۂ کرام جامعہ دارالعلوم مدنیہ، قاری محمد یاسین، قاری منظور احمد مدنی، مولانا عطاء اللہ خانقاہ سرانی نے خصوصی شرکت کی۔

کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں محکمۂ اوقاف اور اس کے ڈسٹرکٹ خطیب، جامع مسجد الصادق کے امام وخطیب مولانا سیف الرحمٰن بہلوی کا شکریہ ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کی مکمل

صحتیابی کے لئے دعا کی گئی۔

(رپورٹ:....ذبیح فاروقی)

المرکز الاسلامی داؤد موڑ تونسہ شریف:

المرکز الاسلامی دارالعلوم علائیہ بیاد سلسلہ نقشبندیہ کے نامور شیخ مولانا سید علاؤالدین شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ شیخوپورہ، المرکز الاسلامی کا سنگ بنیاد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت اقدس حافظ ناصرالدین دامت برکاتہم نے ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں رکھا۔ ۲۲ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۷۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ بانی مولانا محمد اسماعیل مدظلہ ہیں جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد ابراہیم سلمہ ہیں۔ پروآ ڈیرہ اسماعیل خان سے واپسی پر ۱۳ رستمبر صبح کی نماز کے بعد مرکز کے سینکڑوں طلبا اور اساتذۂ کرام سے گفتگو کا موقع ملا۔ رہائش اور صبح کے درس کا انتظام مولانا عبدالعزیز لاشاری نے کیا۔ مولانا لاشاری کافی عرصہ مجلس کراچی کے اور دوسرے علاقوں میں مبلغ رہے ہیں۔ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف کے امیر ہیں، متفکر انسان ہیں صرف تحصیل تونسہ ہی نہیں بلکہ ڈیرہ غازی خان ضلع میں ضلعی مبلغ کی بھرپور سرپرستی فرماتے ہیں۔ شگفتہ اور ہنس مکھ انسان ہیں، جس سفر میں وہ رفیق سفر ہوں، انسان پریشان نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ لنڈا سے ٹوپی خرید کر سر پر رکھ لی، اس پر لاٹ پادری لکھا ہوا تھا، جہاں سے گزرتے لوگ دیکھ کر ہنس پڑتے۔

جامعہ مظاہر العلوم چشتیاں میں کورس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مظاہر العلوم چشتیاں میں تین روزہ ختم نبوت کورس ۱۵، ۱۶ اور ۱۷ رستمبر کو منعقد ہوا۔ صدارت و سرپرستی مقامی امیر مولانا قاری ضیاء اللہ فاضل جامعہ خیرالمدارس نے کی۔ ۱۵ رستمبر کو ابتدائی گفتگو کی۔ قادیانیوں نے مسلمانوں سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا، تین مسائل اہم ہیں:

(۱) ختم نبوت، اجرائے نبوت۔

(۲) حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام۔

(۳) کذب وصدق مرزا قادیانی۔

پہلے روز مرزا قادیانی کے کردار پر محمد اسماعیل شجاع آبادی نے گفتگو کی، دوسرے روز مولانا محمد عثمان نے ابتدائی گفتگو کی، بعدازاں راقم نے اجرائے نبوت سے متعلق قادیانی شبہات اور ان کے جوابات دیئے۔ تیسرے روز حیات عیسیٰ علیہ السلام ازقرآن پاک، احادیث نبویہ اور اجماع امت پر راقم نے گفتگو کی، اور سامعین کو نوٹس تیار کرائے۔

جامعہ مظاہر العلوم کے بانی مولانا قاری ضیاء اللہ مدظلہ ہیں، جبکہ ۱۹۹۸ء میں اس کا سنگ بنیاد جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنما مولانا سیّد مظہر اسعدی مدظلہ نے رکھا۔ جامعہ میں تیس اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ساڑھے چار سو طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ طالبات میں دورۂ حدیث شریف تک اور طلبا میں سادسہ تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ مولانا قاری ضیاء اللہ مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چشتیاں کے امیر بھی ہیں۔ ان کی سرپرستی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغین مولانا محمد قاسم رحمانی اور مولانا محمد عثمان علاقہ میں مصروف تبلیغ رہتے ہیں۔ راقم نے ۱۵ رستمبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی جامعہ مظاہر العلوم کی مسجد میں دیا۔ مولانا محمد عثمان سلمہ نے جامع مسجد فاروقیہ ریلوے اسٹیشن والی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

پنجاب کالج کے اساتذۂ کرام سے خطاب:

چشتیاں کے پنجاب کالج میں تقریباً چودہ سو اسٹوڈنٹس زیر تعلیم ہیں۔ ایک سو اساتذہ ہیں۔ مقامی احباب نے پنجاب کالج کے پرنسپل سے رابطہ کیا، تو انہوں ۱۶ رستمبر صبح گیارہ سے ساڑھے گیارہ کا وقت دیا، تو مولانا محمد عثمان، مولانا محمد فیاض کی معیت میں کالج کے اساتذہ کو عقیدہ ختم نبت کی اہمیت سے آگاہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ نسل نو کے عقائد کی حفاظت، قادیانیت سے نفرت اور ان کا بائیکاٹ اپنی اولادوں، تلامذہ کو شعور دیں۔ اساتذہ میں لٹریچر ”شعورِ ختم نبوت، اور آنکھیں کھولیں“ تقسیم کئے گئے، اس موقع پر قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کے اسٹیکرز بھی تقسیم کئے گئے۔

جامعہ حلیمہ سعدیہ کی طالبات سے خطاب:

۱۷ رستمبر گیارہ بجے چشتیاں بنات کے مدرسہ جامعہ حلیمہ سعدیہ کی معلمات وطالبات سے خطاب کا موقع نصیب ہوا۔ جامعہ حلیمہ سعدیہ کے بانی قاری محمد طلحہ ہیں، جو مجلس احرارِ اسلام اور جمعیت علماء ہند کے مشہور کارکن مولانا عبدالجبار ابوہری کے پوتے ہیں۔ مولانا عبدالجبار ابوہری منڈی فیروزپور انڈیا کے رہنے والے تھے، اسی نسبت سے ابوہری کہلائے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کر کے شجاع آباد آئے، وہاں دل نہ لگا تو ملتان کے لوہاری گیٹ میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے، لیکن ان کا دانا پانی چشتیاں میں لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء میں چشتیاں منتقل ہوگئے اور گوردوارہ میں مدرسہ تعلیم النساء کے نام سے مدرسہ بنایا، جوان کے

ابو ہرمنڈی کے زمانہ میں ۱۹۳۵ء میں قائم مدرسہ تعلیم النساء کا تسلسل تھا اور یہ نام ان کے شیخ اول حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا تجویز کردہ تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد اصلاحی تعلق مرشد العلماء والمجاہدین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے قائم کیا۔ ان کی دعوت پر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کئی بار آئے اور بار بار آئے۔ ۱۹۷۲ء میں انتقال فرمایا۔ قاری محمد طلحہ ان کے پوتے ہیں، انہوں نے ۲۰۱۳ء سے مدرسہ کا آغاز کیا۔ سنگ بنیاد خطیب چشتیاں مولانا قاری محمد ایوب مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمد یٰسین مدظلہ نے رکھا۔ جامعہ میں ۱۵۰ طالبات اور ۸۰ طلبا پانچ معلمات اور تین اساتذۂ کرام کی نگرانی میں زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہورہے ہیں، تقریباً پون گھنٹہ بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا بشیر احمد شاد کی عیادت:

مولانا بشیر احمد شاد حضرت درخواستیؒ کے خدام میں سے ہیں، دو سال قبل فالج کا اٹیک ہوا، جس کی وجہ سے بستر علالت پر ہیں۔ جامعہ حلیمہ سعدیہ سے فارغ ہوکر ان کے گھر عیادت کے لئے حاضری ہوئی۔ ان کا جمعیت طلبا اسلام سے تعلق رہا ہے اور راقم کا بھی.... تو جمعیت طلبا اسلام کے دور کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ ان کے فرزندان گرامی مولانا حسین احمد، مولانا عبیداللہ عمران کے گرویدہ ہیں۔ مولانا شاد کہنے لگے کہ آپ کے آنے سے چندلمحہ قبل کچھ حضرات مولانا محمد خان شیرانی کا پیغام لے کر آئے تھے۔ راقم نے کہا کہ آپ کا تعلق تو حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور ان کی جمعیت سے رہا ہے، اگر جمعیت کے گروپوں میں سے کسی گروپ سے تعلق رکھنا ہے تو مولانا سمیع الحقؒ کے فرزند ارجمند مولانا حامدالحق اپنے گروپ کی قیادت کررہے ہیں۔ مولانا شیرانی خان کا اپنے حلقہ میں کچھ اچھا تاثر نہیں ہے۔

جامع مسجد عثمانیہ کالج روڈ چشتیاں میں ظہر کی نماز کے بعد مولانا مفتی جاوید اکرام مدظلہ کی دعوت پر مولانا محمد عثمان ضلعی مبلغ مولانا فیاض احمد مدرسہ مظاہرالعلوم کی معیت و رفاقت میں مختصر بیان ہوا۔

مرکزی جامع مسجد چشتیاں کی ابتدائی تعمیر

۱۹۳۰ء میں عباسی نوابوں کے زمانہ میں اور تعمیر جدید ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔ مسجد محکمۂ اوقاف کے کنٹرول میں ہے۔ مولانا قاری محمد ایوب مدظلہ فاضل جامعہ خیرالمدارس ملتان ایک عرصہ تک خطیب رہے، ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ قاری محمد ایوب جامعہ خیرالمدارس ملتان میں راقم کے تعلیم کے سال ایک آدھ سال آگے تھے۔

جامعہ سلیمیہ کا افتتاح:

مسجد اللہ اکبر شوگرمل روڈ چشتیاں میں ۱۸ر ستمبر صبح کی نماز کے بعد افتتاحی بیان مولانا محمد عثمان سلمہ کا ہوا، بعدازاں راقم نے عظمت قرآن، حفظ قرآن کی برکات، حفظ کے بعد انہیں کو حرزِ جاں بنانے کے دنیوی و اخروی فوائد و مسائل پر گفتگو کی۔ تقریب کی صدارت مولانا قاری ضیاء اللہ مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چشتیاں نے کی۔

چشتیاں کی وجہ تسمیہ:

چشتیاں کی بنیاد حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے پوتے حضرت تاج الدین سرور شہید نے ۶۷۴ء میں دریائے ستلج کے کنارے قلعہ کہنہ کے قریب رکھی۔ موصوف کی تشریف آوری سے کفر و شرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں نورِ ایمان کی کرنیں پھوٹیں اور اسے حیثیتِ دوام کہا جانے لگا۔ تقریباً ساڑھے چارسو سال بعد حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی ولادت باسعادت سے اس علاقہ کے مقدر کو چار چاند لگ گئے۔ آپ قبیلہ کھرل موضع چگالہ میں پیدا ہوئے۔ شمالی ہندوستان میں صوفیائے کرام کے سلسلہ چشتیہ کی رونق آپ کے مرہون منت ہے۔ دونوں بزرگوں کے مزارات مرجع عوام وخواص ہیں۔ ۱۷۲۹ء میں نواب صادق اول کے دور میں چشتیاں کو ریاست بہاولپور کا حصہ بنادیا گیا۔

۱۹۲۷ء میں نواب صادق محمد عباسی پنجم کے دور میں حکومت نے ستلج ویلی پراجیکٹ کے ذریعہ جدید نہری نظام قائم ہوا اور چشتیاں منڈی اور میونسپل کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی، زمینوں کی آبادکاری اور ریلوے کے جدید نظام نے چشتیاں کو برصغیر کے دور دراز علاقوں سے منسلک کردیا اور تعمیر و ترقی کے سنہرے دور کا آغاز ہوا۔

بخش خان مدرسہ اشرف العلوم:

مدرسہ کے بانی مولانا رشید احمد رشیدیؒ تھے۔ اِس وقت اہتمام مولانا مسعود احمد رشیدی، قاری شبیر احمد مدظلہ نے سنبھالا ہوا ہے۔ قاری شبیر احمد معذوری کے باوجود متحرک وفعال شخصیت کے مالک ہیں، مبلغین کی تشریف آوری پر بھرپور

سرپرستی فرماتے ہیں۔

۱۸رستمبر عصر کی نماز کے بعد نمازیوں سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی، جبکہ ۱۹رستمبر صبح کی نماز کے بعد ساڑھے سات بجے طلبا وطالبات میں بیان ہوا۔طلبا وطالبات میں قادیانیوں کے عقائد ونظریات اوران کے طرزِ تعاقب پر بیان ہوا۔ سینکڑوں طلبا وطالبات نے توجہ سے سماعت کیا، تقریباً آٹھ بجے کے بعد حاصل پور روانگی ہوئی۔

حاصل پور کے مولانا محمد وقاص سلمہ ہمارے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے فاضل ہیں۔ حاصل پور میں جماعتی امور میں ہر وقت مصروف عمل رہتے ہیں اوراپنے ذرائع سے معلوم کرتے رہتے ہیں کہ مرکز سے کون کون سے حضرات کی بہاولنگر اور چشتیاں میں کب آمد ہوگی۔ ان کی انٹیلی جنس بہت تیز ہے۔ ہمارے بتلائے بغیر انہیں اپنے ذرائع سے معلوم ہوا تو انہوں نے چائے پرمجلس حاصل پور کے متحرک و فعال احباب کو جمع کرلیا اور ان حضرات سے جماعتی امور پر گفتگو کی سعادت نصیب ہوئی۔

حاصل پور میں ختم نبوت کانفرنس:

حاصل پور بہاولپور ضلع کی تحصیل اور ڈویژن کا معروف قصبہ ہے، حاصل پور میں فاضل دیوبند مولانا غلام حسین احمدؒ، حضرت لاہوریؒ کے مسترشد جناب ڈاکٹر محمد شریفؒ کی بہت خدمات ہیں۔ حاصل پور کا یونٹ عرصہ دراز سے کام کررہا ہے۔مضافاتی چکوک میں قادیانیت کے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ ۱۸رستمبر کو مرکزی جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔صدارت حاجی منیر احمد نے کی۔ تلاوت قاری عبدالماجد اورنعتیہ کلام مولانا عبداللہ عباسی نے پیش کیا۔مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، ملتان سے حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز مولانا عامر اختر نقشبندی مدظلہ، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے تفصیلی بیانات ہوئے۔علمائے کرام نے اپنے بیان میں اس عہد کا اعلان کیا کہ زندگی کی آخری سانس تک قادیانیت کا بھرپور علمی، عملی، تبلیغی تعاقب قانون کے دائرہ میں رہ کر جاری رہے گا۔

انشاءاللہ العزیز حاصل پور کانفرنس کے دور تک اثرات نمودار ہوں گے۔ جامعہ احیاء العلوم کے مہتمم مولانا محمد عدنان، شیخ الحدیث مولانا فیض اللہ، نیز مولانا عبدالغفار، حافظ سعید احمد، مولانا قاسم حسین اور مولانا زاہدالراشدی نے خصوصی شرکت کی۔ انتظامات مولانا محمد وقاص، مفتی منوراحمد، مولانا عدیل شاہد نے کئے۔

(رپورٹ:....مولانا محمد وقاص، حاصل پور)

شورکورٹ سٹی میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۹رستمبر عشا کی نماز کے بعد جامع مسجد خاتم النبیین (المعروف تیمور والی) میں مجلس شورکورٹ کے امیر، جامعہ عثمانیہ کے مہتمم مولانا محمد زاہد انور کی نگرانی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت جامعہ عثمانیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ نے کی۔ تلاوت جامعہ عثمانیہ کے ایک طالب علم نے کی۔ نظم جناب عبدالمنان قادری نے پیش کی۔ کانفرنس سے ضلع جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے مختصر بیان کیا، جبکہ تفصیلی بیان مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ مذکور نے دعوتی اور تبلیغی بیان کیا۔ جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے ایک پرانا قادیانی حکیم منا رہتا ہے۔ مولانا نے اس کومخاطب کرکے قادیانی لٹریچر سے بیان کیا کہ مرزا قادیانی ایک لوز کریکٹر انسان تھا۔ قادیانی لٹریچر کے مطابق وہ شراب پیتا تھا اور زنا کرتا تھا، غیرمحرم عورتوں سے ٹانگیں دبواتا تھا، غیرمحرم عورتیں ساری رات اس پر پنکھا جھلا کرتی تھیں، مرزا بشیرالدین محمود جو قادیانی جماعت کا دوسرا لاٹ پادری تھا۔ اس کی

قادیانی خاندان کا قبولِ اسلام

بدین.....۹راکتوبر ۲۰۲۳ء بروز پیر الحمدللہ! بستی خدا آباد گرگیز کھڈھرو تحصیل ٹنڈو باگو ضلع بدین کے رہائشی علی اکبر بن گل حسن انصاری نے اپنی اہلیہ اور پانچ بیٹوں سمیت قادیانیت پرلعنت بھیج کر مولانا محمد حنیف سیّال (راقم و مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں: (۱) علی اکبر بن گل حسن انصاری، (۲) مینہ زوجہ علی اکبر، (۳) الطاف احمد بن علی اکبر، (۴) وقاص احمد بن علی اکبر، (۵) جہانزیب بن علی اکبر، (۶) شاہزیب بن علی اکبر، (۷) ذوہیب بن علی اکبر شامل ہیں۔ اس موقع پر مولانا حبیب الرحمٰن جمالی، صادق علی ہنگورجہ، منظور احمد انصاری، نبی بخش گرگیز، نور احمد گرگیز و دیگر معززین علاقہ بھی موجود تھے، نومسلموں کومبارکباد دی گئی اوران کے لئے دینِ اسلام پر استقامت کی دعا بھی کی گئی۔

بدکاریوں پر اس کی زندگی میں کتابیں شائع ہوئیں، جن کا قادیانی مربیوں نے آج تک جواب نہیں دیا۔ مولانا نے حکیم منا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ان حوالہ جات پر غور و فکر کریں اور اپنے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور اھدنا الصراط المستقیم کا کئی روز تک مراقبہ کریں اور غور و فکر کریں کہ کیا ایسے کردار و کریکٹر کے حامل نبی اور خلیفہ ہوسکتے ہیں؟ دعوتی انداز میں خطاب کو سامعین نے سراہا۔ آخر میں مولانا شجاع آبادی نے قادری، راشدی طریقہ کے مطابق ذکر بھی کرایا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر مولانا شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس میں مولانا محمد ساجد، رانا اشفاق احمد اور مفتی محمد طلحہ نے خصوصی شرکت کی۔ جس مسجد میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ جناب تیمور لنگ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔ ۱۹۷۳ء تک قادیانیوں کے قبضہ میں رہی، ۱۹۷۴ء کی تحریک کے زمانہ میں واگزار کرائی گئی۔ اس وقت مولانا مفتی طلحہ زبیر مدظلہ مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(رپورٹ:...پروفیسر محمد فیاض)

شورکورٹ کینٹ میں ختم نبوت کانفرنس:

ہومیو پیتھک ڈاکٹر محمد شفیق مدظلہ متحرک و فعال جماعتی راہنما ہیں، اپنے آپ کو ورکر کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے عرصہ دراز سے شورکوٹ کینٹ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہورہی ہے۔ امسال ۲۰ رستمبر کو جامع مسجد مکی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے ضلع جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی امیر مولانا سیّد محمد کفیل شاہ بخاری، مجلس ٹوبہ کے مبلغ مولانا ارشاد احمد، ضلع جھنگ کے معروف صاحبِ طرزِ خطیب مولانا محمد جعفر نے خطاب کیا۔ صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ علماء کرام نے ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان، تاریخ ساز فیصلہ میں اس وقت کے حزب اختلاف، حزبِ اقتدار کے تمام اراکین کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں خراج تحسین کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت اور اس کے قوانین کی حفاظت کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ یہود و نصاریٰ کے کسی غلام حکمران کو ان قوانین میں کسی قسم کی تبدیلی کا موقع نہیں دیں گے۔ اس موقع پر مدرسہ مکی مسجد کے اٹھارہ حفاظ کی دستار بندی کی گئی۔ تلاوت قاری حماد انور نفیسی، نعت مولانا آصف رشیدی، اسٹیج سیکریٹری قاری عمر فاروق، تیاری کے لئے قاری سلیم اللہ یٰسین، قاری محمد عابد، حافظ محمد ایمن، حافظ محمد وقاص، جناب ضرار معاویہ، محمد عدنان، محمد عقیل اور عبدالباسط نے خدمات پیش کیں۔

ختم نبوت کانفرنس جھنگ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے زیر اہتمام غلہ منڈی کے وسیع و عریض میدان میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے کی، تمام تر انتظامات مقامی امیر مولانا سیّد مصدوق حسین مدظلہ کی نگرانی میں تشکیل پائے۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنماؤں مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ، مولانا مفتی کفایت اللہ حفظہ اللہ، چوہدری شہباز گجر ایڈووکیٹ، اہلسنت والجماعت کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی، صاحبزادہ انس اعظم طارق، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضلع جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، معروف پیر طریقت مولانا عبدالرحیم نقشبندی چکوال و دیگر نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام طاہر بلال چشتی نے پیش کیا۔ علماء کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک مسلسل عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری کرتے ہوئے چلی آرہی ہے۔ مجلس ۱۹۴۹ء سے اب تک تمام مسالک اور مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چلی آرہی ہے۔ جمعیت و سپاہ کے قائدین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے قائد ملت اسلامیہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا ناموس صحابہ و اہل بیت بل، اسمبلی وسینیٹ سے پاس کرانے پر شکریہ ادا کیا۔ مقررین نے کہا کہ ہم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت کے خاتمہ تک پُرامن تحریک جاری رکھیں گے۔

کانفرنس میں استاذ الحفاظ والقراء قاری محمد شفیق، مولانا ناصر حسین، مولانا عبدالغفور جھنگوی، مولانا محمد عثمان مدنی، مولانا محمد اشرف منصوری، قاری خلیل احمد، شیخ محمود، ماسٹر امجد اقبال اور عبدالرحمٰن عزیز نے خصوصی شرکت کی۔ ☆☆

مطبوعات
عالمی مجلس
تحفظ ختم نبوت

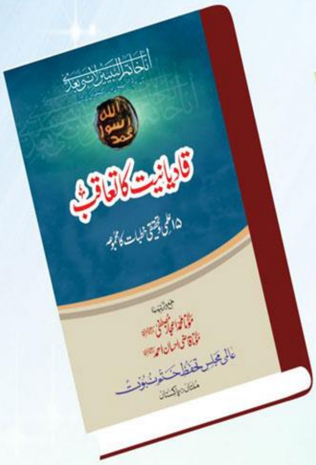

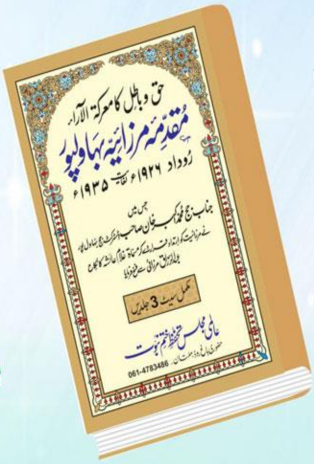

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com